یہ ہے زیبِ دیوارِ عرشِ معلّٰے — زہے اقتدارِ شبیہہ مبارک
لگیں چار چاند اور شمس و قمر کو — اگر ہوں دو چار شبیہہ مبارک
بہارِ زمیں سے بہارِ فلک تک — نثارِ بہارِ شبیہہ مبارک
ملائک بھی آنکھوں کا سرمہ بنائیں — ملے گر غبارِ شبیہہ مبارک
دم اٹکا ہے آنکھوں میں ہر آئینہ کا — یہ ہے انتظارِ شبیہہ مبارک

امیر اس سے بہتر نہیں کوئی دولت
کروں دل نثارِ شبیہہ مبارک

اس بزم میں ہے جلوہ نما موے مبارک — اے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ موے مبارک
ہے ان کو مسیحا سے دو عالم سے علاقہ — ہر درد کے حق میں ہے دوا موے مبارک
محفل میں ہے مہکی ہوئی فردوس کی خوشبو — کن ہاتھوں نے یا رب ہے بسا موے مبارک
اللہ رے ترحم کہ اٹھائے ہوئے آئے — امت کے لیے دستِ دعا موے مبارک
ہو آنکھ تو دیکھیں کہ ہیں آنکھیں وہی آنکھیں — دکھلائے جن آنکھوں کو خدا موے مبارک
کیسے دلِ عشاق میں پیوست ہوئے ہیں — ہو کر تنِ اطہر سے جدا موے مبارک
آنکھوں میں ہے پتلی ہے تو دل میں ہے سویدا — دو آنوں کی ہے یہ جلا موے مبارک
پھر جائیں گی آنکھیں جو دمِ نزع تو پھر جائیں — آنکھوں سے مرے ہوں نہ جدا موے مبارک
عشاق کو غم آتا ہے جو غش یاد میں رخ کی — قرآں کی دیتے ہیں ہوا موے مبارک
بڑھ جاتی ہے نظارے سے آنکھوں کی بصارت — کیا برکت سے ہے بھرا موے مبارک
عقبیٰ کی طرف شافعِ امت جو سدھارے — دنیا میں تسلی کو رہا موے مبارک
پلکوں کی طرح ہوں نہ جدا آنکھوں سے میری — آنکھیں نہ رہیں تم پہ ہوں فدا موے مبارک
مستوں کی یہ ہے جان غم دیوانوں کا ارمان — کیا بوے فرح بخش ہے کیا ہے موے مبارک
لے دور ہی سے آئے گر شوق بلائیں — نازک ہے نہ ہو جائے خفا موے مبارک

ایک ایک سے وابستہ ہے امید دو عالم
کونین کی قیمت سے سوا مجھے مبارک

خوش ہو کہ امیرؔ اب کوئی مشکل نہ رہیگی
ہیں تیرے لیے عقدہ کشا موے مبارک

ردیف کاف فارسی

غزل عارفانہ

سیرتِ عشاق ہے اربابِ صورت سے الگ
ہے طریقہ انکا ہفتاد و دو ملت سے الگ

چشمِ تر ہے اِن کی کوثر نخلِ طوبیٰ اِن کی آہ
اِنکا باغِ دل کشا ہے باغِ جنت سے الگ

دل حرم اِن کا گریباں اُن کا محرابِ حرم
ہے یہ آئینِ عبادت ہر عبادت سے الگ

موت ان کی زندگی ہے زندگی ہے ان کی موت
رنج و راحت انکے ہیں سب رنج و راحت سے الگ

درحقیقت خاص ہیں یہ پیروِ شرعِ رسول
ہے شریعت انکی ظاہر میں شریعت سے الگ

تیغِ غیرت سے ابھی رکھدیں سر اپنا کاٹ کر
پاؤں پڑ جاے اگر راہِ محبت سے الگ

کاہ ہوکر کوہِ غم سر پر اُٹھا لیتے ہیں یہ
یہ تحمل ہے کہیں انساں کی طاقت سے الگ

خونِ دل مے ہے تو ہے لختِ دلِ بریاں کباب
لذتیں انکی ہیں دنیا بھر کی لذت سے الگ

ہیں رجوعِ قلب سے یہ اس طرح واصل بحق
جس طرح معنی نہیں ہوتے عبارت سے الگ

آستیں سے اِن کی جیبِ قدس کا پیوند ہے
دامنِ مقصود ہے کب دستِ ہمت سے الگ

یہ ردیف اتنے لیے میں نے کہی ہے اے امیرؔ
ہاتھ محشر میں نہ ہو دامانِ حضرت سے الگ

ردیفِ لام

وہی ناجی ہے جو ہے خاکِ پاے احمدِ مرسل
کلیدِ بابِ جنت ہے ولاے احمدِ مرسل

ہوئی یہ بات ہم کو معنیِ لولاک سے ثابت
ہوئی افلاک کی خلقت براے احمدِ مرسل

ہوے ممتاز مرسل جس کے اقرارِ نبوت سے
جہاں میں کون ایسا ہے سواے احمدِ مرسل

یہ مصرع کندہ ہے دروازۂ عرشِ معلیٰ پر / کہ اس سے بھی کہیں اعلیٰ ہے جائے احمدِ مرسل
دلِ مومن میں کیونکر ہو نہ داغ اُن کی محبت کا / پڑے جب سنگ پر بھی نقشِ پائے احمدِ مرسل
انہیں راہِ رضا بخشی انہیں فردِ قضا بخشی / بنائے جب خدا نے دست و پائے احمدِ مرسل
پھر آئے عرش پر جا کر گئی گرمی نہ بستر کی / عیاں کس پر نہیں ہے ماجرائے احمدِ مرسل
خطر کیا امتحاں سے تھا کہ بزمِ لامکاں میں تھا / خدا کی ذات پر تکیہ عصائے احمدِ مرسل
ہوا دونوں طرف سے گفتگو کا ایک ہی عالم / ملی آوازِ حق سے کیا صدائے احمدِ مرسل

امیر اُن پیشواؤں کا میں صدقِ دل سے پیرو ہوں / جو ہیں صدرِ شریعت پر بجائے احمدِ مرسل

زندہ کر دیتا ہے مُردے لبِ خندانِ رسول / ہے مسیحا سے یہ جیتا ہوا میدانِ رسول
کس کی گردن میں نہیں ہے خمِ چوگانِ رسول / لے گیا سب سے سبق گوئے گریبانِ رسول
وسعتِ روئے زمیں ذرۂ میدانِ رسول / رفعتِ ہفت فلک قطرۂ عمانِ رسول
قید سے حضرتِ یوسف بھی چھٹے اُن کے سبب / کون عالم میں نہیں بندۂ احسانِ رسول
کیا سبب ہے جو مرے دل میں چُھبی جاتی ہے / نوکِ نیزہ نہیں نشتر نہیں مژگانِ رسول
ایک دروازہ ازل ایک ہی دروازہ ابد / کس کی طاقت جو کرے سیرِ گلستانِ رسول
جامِ کوثر کے پیا کرتے ہیں ہم زیست میں بھی / کب تصور میں نہیں چاہِ زنخدانِ رسول
رتبہ یعقوبؑ سے حضرتؐ نے دوبالا پایا / دونوں سبطین تھے دو یوسفِ کنعانِ رسول
گریۂ کوہ سے کیونکہ نہ ہوں چشمے جاری / سنگ آزردہ کرے جب گُہرِ دندانِ رسول
رزق تقسیم یہ ہر روز کیا کرتے ہیں / سارا آفاق حقیقت میں ہے مہمانِ رسول
عالمِ قدس سے ہے باغِ نبوت کی بہار / عرشِ اعظم ہے سفالِ گلِ ریحانِ رسول
بے نشاں انجم و مہتاب تھے جس رات کہ تھا / جلوۂ نورِ خدا شمعِ شبستانِ رسول

نقدِ بخشش سے رہوں گا نہ میں محروم امیر

حشر میں ہوگا مرے ہاتھ میں دامانِ رسول

تم پہ میں لاکھ جان سے قربان یا رسول ۔ بر آئیں میرے دل کے بھی ارمان یا رسول

کیوں دل پہ میں فدا نہ کروں جان یا رسول ۔ رہتے ہیں اس میں آپ کے ارمان یا رسول

رحمت دکھائے حشر میں وہ شان یا رسول ۔ شرمندہ ہو کے ہوں میں پشیمان یا رسول

کشتہ ہوں روئے پاک کا نکلوں جو قبر سے ۔ جاری مری زباں پہ ہو قرآن یا رسول

جس دم کہ دم بدن سے نکلنے لگے مرا ۔ اُس دم نہ ہوں حواس پریشان یا رسول

میں گھر گیا ہوں فوج معاصی میں المدد ۔ کوئی نہیں نجات کا سامان یا رسول

محشر میں دست بستہ کہوں گا حضور سے ۔ جی بھر کے نکلیں آج تو ارمان یا رسول

بلوائیے مدینے میں جائے یہہ تفرقہ ۔ اب ہند میں بہت ہوں پریشان یا رسول

سختیِ نزع تنگیِ گور و حسابِ حشر ۔ یہہ منزلیں کڑی ہوں سب آسان یا رسول

دنیا سے اور کچھ نہیں مطلوب ہے مجھے ۔ لے جاؤں اپنے ساتھ میں ایمان یا رسول

ق

کیا پیاری پیاری باتیں تھیں اصحابِ پاک کی ۔ لائے تھے جب سے آپ پہ ایمان یا رسول

ہنگام عرض کہتے تھے ہاتھوں کو جوڑ کر ۔ ماں باپ سب ہیں آپ پہ قربان یا رسول

میں بھی تو ہوں غلام اسی در کا حکم ہو ۔ روکیں نہ مجھکو آپ کے دربان یا رسول

خوانِ عطا سے مجھکو بھی ہوں نعمتیں عطا ۔ سرکار میزباں ہیں میں مہمان یا رسول

اولاد میں مری برکت کا ظہور ہو ۔ آباد گھر مرا نہ ہو ویران یا رسول

اس شوق میں کہ آپ کے دامن سے جا ملے ۔ میں چاک کر رہا ہوں گریبان یا رسول

سب انبیا کی شان زمانے سے ہے بلند ۔ اُن سب سے برتر آپ کی ہے شان یا رسول

کافی ہے یہ وسیلہ شفاعت کے واسطے ۔ عاصی تو ہوں مگر ہوں پشیمان یا رسول

اُس چاک میں مجھے درِ جنت نظر پڑے ۔ وحشت میں چاک ہو جو گریبان یا رسول

حیرت زدہ ہے آنکھ تو رخسار دیکھکر ۔ دل کیوں ہے شکلِ آئینہ حیران یا رسول

مشکل کشا ہیں آپ امیرؔ آپ کا غلام
اب اس کی مشکلیں بھی ہوں آساں یا رسول

ردیف میم

خلق کے سرور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسلِ داور خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ مجسم نیّرِ اعظم سرورِ عالم مونسِ آدم
نوحؑ کے ہمدم خضرؑ کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ جہاں ہیں عرش مکاں ہیں شاہ و شہاں ہیں سیف زباں ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

بحرِ سخاوت کانِ مروت آیۂ رحمت شافعِ امت
مالکِ جنت قاسمِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

قبلۂ عالم کعبۂ اعظم سب سے مقدم راز سے محرم
جانِ مجسم روحِ مصور صلی اللہ علیہ وسلم

دولتِ دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تونگر
مالکِ کشور تخت نہ افسر صلی اللہ علیہ وسلم

رہبرِ موسیٰ ہادیٔ عیسیٰ تارکِ دنیا مالکِ عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

سروِ خراماں چہرہ گلستاں جبۂ تاباں مہرِ درخشاں
سنبلِ پیچاں زلفِ معنبر صلی اللہ علیہ وسلم

چشمۂ جاری خاصۂ باری گردِ سواری بادِ بہاری
آئنہ داری فخرِ سکندر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو رشتہ رشتہ نعت امیرؔ اپنا ہے پیشہ
وردِ ہمیشہ دن بھر شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

پہنچ ہی جائیں گے محبوب کے دربار میں ہم
یہ شوق ہے کہ نہیں اپنے اختیار میں ہم

کوئی چلے نہ چلے ساتھ ہم تو جاتے ہیں
عبث درنگ کریں کس کے انتظار میں ہم

خیالِ حلقۂ گیسوئے شاہ دل میں جو ہے
تمام راہ رہیں گے اسی حصار میں ہم

برنگِ ماہیٔ یک راہ سب سے بڑھ کے کیوں نہ چلیں
ہیں ایک تیز قدم لاکھ میں ہزار میں ہم

کیا ہے جذبۂ کامل نے قافلہ سالار
امامِ سبحہ تو ہیں گو نہیں شمار میں ہم

جو بحرِ قافلۂ زائرین کا ہم ہیں حباب
گرے ہیں آنکھوں سے ہیں قطرہ زن قطار میں ہم

اگرچہ ہیچ ہیں لیکن ہیں تحت سب اپنے
مدِ حساب ہیں گویا کہ اعتبار میں ہم

لگا دیے ہیں پرِ شوق نے کہ رکھتے ہیں
نظر سے اپنے قدم ٹیکے رہگذار میں ہم

خدا جو چاہے تو زائر ابھی ہوں ہفتے میں
پہنچکے روضہ میں قد کو لیں کنار میں ہم

کبھی سرہانے کبھی پائنتی کریں بوسے
چمن چمن گلِ تازہ چنیں بہار میں ہم

امیر لیکے چلے داغِ عشقِ شاہ کا گل
کریں گے سیرِ خیاں گوشۂ مزار میں ہم

ضعف سے گو ہے اٹھانا مجھے دشوار قدم
شوق کہتا ہے کہ ہے شہرِ نبی چار قدم

راہِ یثرب میں جو چلتا ہوں تو یوں چلتا ہوں
بڑھ کے پڑتے ہیں نظر سے مرے ہر بار قدم

سر سے آنکھوں سے کروں منزلِ مقصود کو طے
تھک کے رہجائیں جو میرے دمِ رفتار قدم

خوش ہیں ایسے کہ نہیں پھولے سماتے ہر گام
کیوں نہ گردانے پھریں صورتِ پرکار قدم

آپکے در پہ نہ رکھتے وہ اگر فرقِ نیاز
لیتے یوسف کے نہ پھر مردمِ بازار قدم

سوے تو آپ کے کوچے میں پہنچکر سوے
واہ رکھتے ہیں عجب طالعِ بیدار قدم

یہ وہ شہ ہیں چلے اُن میں ہوا امنِ شاہ
ہاتھ مجرم ہیں ہمارے نہ گنہگار قدم

ساتھ جب تک کہ نہ لے لیں گے گنہگاروں کو
مصطفےٰ خلد میں رکھیں گے نہ زنہار قدم

ہم ہیں اور رہروی وادیِ یثرب ہے امیر
کس کو پروا ہے جو کانٹوں سے ہوں افگار قدم

ردیف نون

جلد منظور ہے تا روضۂ انور پہ پہنچیں
پر لگا دے ہمیں اے شوق کہ اُڑ کر پہنچیں

ناتواں ہم ہیں مدینہ ہے بہت ہند سے دور
دیکھیے منزلِ مقصود کو کیوں کر پہنچیں

ق

قبر میں سخت فرشتوں نے ستایا ہے مجھے
آرزو ہے کہ مدد کے لیے یاور پہنچیں

یا خدا فضل سے تیرے شہِ دیں فخرِ رسل
احمدِ پاک جو ہیں خلق کے سرور پہنچیں

راہِ یثرب کی مسافر جو ذرا بھی بھولیں
خضر و الیاسؑ یقیں ہے کہ برابر پہنچیں

رہبر وانِ رہِ حضرتؐ کو اگر پیاس لگے
حوریں جنت سے لیے ساغرِ کوثر پہنچیں

تھا یہ اللہ کو منظور کہ معراج کی شب
خلوتِ خاص میں تنہا شہِ صفدر پہنچیں

کیونکر رہ جائیں خیالاتِ جہاں صورتِ گرد
جب نہ جبریل بھی ہمراہِ پیمبر پہنچیں

قبر ہی خوب ہے اس منزلِ ہستی سے امیرؔ
ٹھوکریں کھاتے ہیں غربت میں کہیں گھر پہنچیں

ڈوبے ہوئے ہیں لوگ جو عشقِ جناب میں
کیونکر جلیں گے حشر کے دن آفتاب میں

سبطینِ مصطفےٰ ہیں جو زہراؑ کے نورِ عین
رحمت کے دو یہ سورے ہیں امّ الکتاب میں

آئینہ ہے یہ پنجتن و چاریار کا
نقطے ہیں چار حرف ہیں پانچ آفتاب میں

جتنے سوال چاہیں کریں منکر و نکیر
حضرتؐ کا ایک نام ہے سب کے جواب میں

تو وہ حبیبِ حق ہے کہ یوسفؑ کو بھولجائیں
یعقوبؑ دیکھ کر ترے جلوے کو خواب میں

چلیے برنگِ مہر زیارت کے واسطے
سر کو قدم بنائیے راہِ ثواب میں

حضرتؐ ہوئے شفیع تو دونوں کو دی نجات
مجرم تھے کشمکش میں فرشتے عذاب میں

مجرم ہو پاک جائے جو حضرتؐ کے سامنے
ہوتا ہے خشک دامنِ تر آفتاب میں

اللہ بخش دے جو وہ شیطان کے ہوں شفیع
ہم مجرموں کے جرم تو ہیں کس حساب میں

جو کہہ دیا ہے آپ نے اُس کا یقین کر
بیجا ہے فکر دوزخ و جنت کے باب میں

عشقِ رسول شرط ہے اسلام کے لیے
کب ہے شراب کیف نہ ہو جس شراب میں

کس قیدی بلا کا نہیں آپ کو خیال
پہنچے خبر جو بند ہوا ہو حباب میں

جائے جو سوئے عالمِ بالا نگاہِ قہر
پانی کا قطرہ قطرہ شرر ہو سحاب میں

آیا خیالِ انجمنِ لامکاں ہمیں
دیکھے کبھی جو عاشق و معشوق ڈاب میں

حضرتؐ چلے سوار جو ہو کر براق پر
تا سدرہ جبرئیلؑ امیں تھے رکاب میں

اُس زلف و رخ کی مدح و ثنا کی ہے جب امیرؔ

لکھے ہیں شعر مشک ملا کر گلاب میں

مقامِ امتحاں میں عمل جو اپنا تول لیتے ہیں
وہی سوداے بازارِ محبت مول لیتے ہیں

رقم کرتے ہیں جب مضموں سوادِ چشمِ حضرت کے
سیاہی مردمک کی آنسوؤں میں گھول لیتے ہیں

کشائش سب طرح کی ہے سرِ مژگانِ حضرت میں
اسی ناخن سے عاشق دلکے عقدے کھول لیتے ہیں

کبھی بزمِ عزا کرتے ہیں گہ میلاد کی محفل
کبھی رو پیٹ لیتے ہیں کبھی ہنس بول لیتے ہیں

خدا کرنے کو قدِ غیرتِ شمشاد حضرت پر
بہت ہم سرو سے آزاد بندے مول لیتے ہیں

جو دھیان آتا ہے دندانِ مبارک کی شہادت کا
بہا کر اشک ہم دامن میں موتی رول لیتے ہیں

ترازوِ طبع سنجیدہ ہے اپنی فیضِ حضرت سے
نہیں اچھے برے اعمال اپنے تول لیتے ہیں

نہیں نقصاں سوائے نفع بازارِ محبت میں
جو بک جاتے ہیں اُسکے ہاتھ یوسف مول لیتے ہیں

امیرؔ الفت جو دل میں رکھتے ہیں روئے حضرت کی
وہ اس کنجی سے قفلِ بابِ جنت کھول لیتے ہیں

جو لوگ الفتِ حضرت میں جان دیتے ہیں
ملک انہیں کو جناں کی زبان دیتے ہیں

بڑا پلید ہے منکر ہے جو نبوت سے
گواہی اس کی زمین آسمان دیتے ہیں

اثر میں نامِ محمدؐ کا اسمِ اعظم ہے
کلامِ حق میں یہ قاری نشان دیتے ہیں

جہاں اترتے ہیں رستے میں آپکے زائر
رداے امن ملک سر پہ تان دیتے ہیں

خیالِ روضۂ والا جو سرفراز کرے
تو ہم قیام کو دل سا مکان دیتے ہیں

پکارتے ہیں تمہیں کو یہ یا رسول اللہ
جو مسجدوں میں مؤذن اذان دیتے ہیں

جو زیرِ سایۂ دیوارِ شاہ کرتے ہیں خواب
وہ اپنی آنکھ کو سونے کی کان دیتے ہیں

برہمن آئے مسلماں ہو کچھ خطر نہ کرے
کہ کافروں کو یہ مومن امان دیتے ہیں

بتوں کو توڑ کے آئے تو پائے باغِ بہشت
خدا کو صاحبِ دین درمیان دیتے ہیں

نہیں سمجھتے یہ جائے گا پہلے یثرب میں

امیر پیر کو ملنے جوان دیتے ہیں

زخمیِ عشق دمِ تیغِ الم جانتے ہیں
آتش پینے میں جو لذت ہے وہ ہم جانتے ہیں

کہہ دو رضواں سے ہمیں سیر کی تکلیف نہ دے
ہم مدینے ہی کو گلزارِ ارم جانتے ہیں

وصف کرنے لگے موسیٰ تو یہ آئی آواز
کوئی کیا جانے گا احمد کو تو ہم جانتے ہیں

بادشاہی ہے ترے در کی گدائی جنکو
ٹھیکرا بھیک کا وہ ساغرِ جم جانتے ہیں

خشک کیا مزرعِ امید رہے گا اُن کا
جو ترے گیسوؤں کو ابرِ کرم جانتے ہیں

نیستی ہے انھیں ہستی جو ترے پیرو ہیں
عمرِ صد سالہ کا وقفہ کوئی دم جانتے ہیں

اسمِ پاک آپکا ہے سب سے مقدم مرقوم
رتبہ جو آپکا ہے لوح و قلم جانتے ہیں

دلِ کفار میں پڑتے ہیں اگر داغ حسد
ہم وہ پتھر ہیں ترے نقشِ قدم جانتے ہیں

تیرے گیسو سے ہے پیراہنِ کعبہ آگاہ
تیری آنکھوں کو غزالانِ حرم جانتے ہیں

تشنۂ شوق ترے قلزمِ ہمت کے حضور
بحرِ زخار کو قطرے سے بھی کم جانتے ہیں

جلوۂ نورِ سیہ او کوئی کیا جانے
تیرے گیسو تیرے عارض کی قسم جانتے ہیں

جا سکے اُڑ کے نہ معراج میں ہمراہِ براق
جبرئیل آپ کے توسن کا قدم جانتے ہیں

غیب کے حال سے جو لوگ ہیں آگاہ امیرؔ
وہ اُسے مجمعِ امکان و قدم جانتے ہیں

ہر چند کوئی گنج سے خالی زمیں نہیں
کوچے میں شاہ کے ہے جو دولت کہیں نہیں

کس کی ہے آنکھ ایسی کہ دیکھے جمالِ پاک
دریا سمائے کوزے میں ہم کو یقیں نہیں

وہ دن بھی ہو کہ روضۂ اقدس پہ ہوں مقیم
رضواں بلائے مجھکو کہوں میں نہیں نہیں

بے شبہ ہے سجود کے لائق وہ آستاں
پر لائقِ سجود کسی کی جبیں نہیں

جس بزم میں کہ جمع ہیں خاصانِ کردگار
واں آپ کے سوا کوئی مسند نشیں نہیں

ذرے سے آفتاب تک سب مطیعِ حکم
قبضے میں آسمان نہیں یا زمیں نہیں

یثرب میں چل کے روضۂ اقدس کو دیکھ لے
دشوار کچھ نظارۂ عرشِ بریں نہیں

معراج جب ہوئی گئے حضرت کہاں کہاں
واقف سوائے حضرتِ روح الامیں نہیں

لیتا ہوں کب کسی کے میں مضمون اے امیر
خرمن ہے میرے پاس کوئی خوشہ چیں نہیں

مرتے مرتے جو ترا نام نہیں لیتے ہیں
وہ رہِ کعبۂ اسلام نہیں لیتے ہیں

دستگیری نہیں کرتے ہیں محمدؐ کس کی
کون گرتا ہے کہ وہ تھام نہیں لیتے ہیں

اب تو للہ اُٹھیے رُخِ انور سے نقاب
دل جگر سینے میں آرام نہیں لیتے ہیں

خاکساروں کو ترے آبِ بقا سے کیا کام
خضر دیتے ہیں اُنھیں جام نہیں لیتے ہیں

جان دیتے ہیں مریضانِ محبت لیکن
آپ کی یاد سے آرام نہیں لیتے ہیں

دل ہے مینائے محبت یہ ہے قلقل کی صدا
ہچکیاں نزع کے ہنگام نہیں لیتے ہیں

جان دیتا ہے جو حضرت پہ وہ پاتا ہے بہشت
ایک کا مال وہ بے دام نہیں لیتے ہیں

آپ کا حاسدِ بدکیش ہے ایسا منحوس
صبح کو جس کا کبھی نام نہیں لیتے ہیں

یاد تیری جنھیں لے جاتی ہے غربت کیطرف
گھر کا وہ بھول کے بھی نام نہیں لیتے ہیں

آپ کے عارض و گیسو کے جو دیوانے ہیں
چین وہ صبح سے تا شام نہیں لیتے ہیں

وصفِ حضرت میں کہا کرتے ہیں ہم شعر امیر
فکر سے اور کوئی کام نہیں لیتے ہیں

پہنچا امیر خیرِ وریٰ کی جناب میں
ہے لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب میں

کہہ دو ملائکہ سے کریں اور پر کرم
میں ہوں شفیعِ روزِ جزا کی جناب میں

پستی بخت سے وہ چھٹا جو پہنچ گیا
محبوبِ خاصِ ربِ علا کی جناب میں

دونوں جہاں کا امن ہے، دونوں جہاں کا حفظ
اُس بادشاہِ ہر دو سرا کی جناب میں

پیاسوں سے کہہ دو آئیں کہ ہے شربتِ حیات
بحرِ کرم محیطِ سخا کی جناب میں

کہتا ہوں اب بھی کچھ اُٹھا ہاتھ جور سے
اے چرخ ورنہ ہونگا میں شاکی جناب میں

ق

میں تو ترے بیان کرونگا ہزار ظلم
تو کیا کہے گا شاہِ ہدا کی جناب میں

جور و ستم کھلیں گے تو تجھکو ضرور آپ
بھیجیں گے قید کر کے خدا کی جناب میں

نکلا نہ منھ سے کلمہ بیجا کبھی امیر
جو عرض میں نے کی وہ بجا کی جناب میں

شتاب آؤ کہ ہیں صرفِ انتظار آنکھیں
لگی ہیں در کی طرف شوق سے ہزار آنکھیں

کرو ظہور کہ دل شاد ہوں محبّوں کے
ملیں یہ پائے مبارک پہ بار بار آنکھیں

خبر ہے شرط مریضانِ عشق کا ہے یہ حال
کہ چھت سے لگ گئیں اے شاہِ نامدار آنکھیں

یہ عشق عارضِ مولا نے پھل دیا ہے ہمیں
ابھی سے دیکھتی ہیں خلد کی بہار آنکھیں

بندھے شہادتِ دندانِ پاک کا جو خیال
تو کیوں نہ صورتِ نیسان ہوں اشکبار آنکھیں

وہ دن بھی ہو کہ زرِ داغ نذر دے تمھیں دل
قدم پہ اشک کے گوہر کریں نثار آنکھیں

اجل بھی منتظروں کی جو ہجر میں آئے
اُگیں گی صورتِ نرگس سرِ مزار آنکھیں

یہ دی ہے آپ نے قوت دلِ اہلِ دیں کے ہیں شیر
مجال ہے سگِ دنیا کرے جو چار آنکھیں

کریں جو آپ قدم رنجہ قدسیوں کی طرف
بچھائیں زیرِ قدم لاکھ دل ہزار آنکھیں

جو مہر و مہ نہ لگائیں وہ کحلِ خاکِ قدم
خلل ہو نور میں پیدا کریں غبار آنکھیں

امیر شاہ ضعیفوں کو دیں اگر قوت
نکالیں شیر کی اطفالِ شیرخوار آنکھیں

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

المدد والمدد اے شافعِ روزِ محشر
بوجھ بھاری ہے گناہوں کا دبا جاتا ہوں

ہے زیارت پہ فقط غش سے افاقہ موقوف
آپ آتے ہیں تو میں آپ میں آجاتا ہوں

دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہے مجھ میں طاقت
شوق کھینچے لیے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے / مدد اے شوق کہ پیچھے میں رہا جاتا ہوں

کاروانِ رہِ یثرب میں ہوں آوازِ درا / سب میں شامل ہوں مگر سب سے جدا جاتا ہوں

اس لیے تا نہ ملے روکنے والوں کو پتا / محو کرتا ہوا نقشِ کفِ پا جاتا ہوں

فیض مولا سے ابھی صبر کی طاقت ہے امیرؔ
جو کڑی سامنے آتی ہے اُٹھا جاتا ہوں

دل کو کب شوقِ مزارِ شہِ کونین نہیں / بے زیارت مجھے آرام نہیں چین نہیں

ہو رواں اے دلِ بیتاب کہ موقع ہے یہی / راستہ صاف ہے حائل کوئی مابین نہیں

جبہہ سائی کے ہیں مشتاق بشر ہوں کہ ملک / جز درِ شاہ کوئی قبلۂ دارین نہیں

دے چکا اُسکو میں دل جس نے دیا تھا مجھے دین / فارغ البال ہوں ذمے مرے اب دین نہیں

ابروِ صاحبِ معراج ہے یاں پیشِ نگاہ / نقش کب دل پہ مرے معنیِ قوسین نہیں

ہے اشارہ کہ ہیں ہمراہ محمدؐ کے علیؑ / لفظِ معراج میں یہ میم نہیں عین نہیں

نورِ عینینِ شہِ ہر دو سرا ہیں یہ امیرؔ
سب ہیں آگاہ نہاں رتبۂ سبطین نہیں

دودھ پیتے ہوئے اطفال نہ کیونکر بولیں / جب لبِ لعل کی تاثیر سے پتھر بولیں

ہو گناہوں کا نہ انجام بجز رسوائی / کیا چھپیں جرم جو اعضا دمِ محشر بولیں

دلِ زائر میں جو اکسیر کا آجائے خیال / بوٹیاں آپ ہی جنگل میں برابر بولیں

سبزہ زارِ چمنِ شاہ کی جو سیر کریں / طوطی اُن نیک خصالوں کے نہ کیونکر بولیں

عاشقِ شاہ ہوں جھگڑیں جو قیامت میں ملک / ہے یقین میری طرف سارے پیمبر بولیں

آپ کی چشمِ سخنداں کا ثنا خواں ہوں میں / منھ ہے کیا آگے مرے اور سخنور بولیں

دشمنِ شاہ وہ بدبیں ہے جس گھر میں رہے / چھت کی کڑیاں نہ کبھی چپ ہوں برابر بولیں

وہ مسیحا ہیں کہ حضرت جو پکاریں اُن کو / جی اُٹھیں مردمِ تصویر مقرر بولیں

باعثِ حفظِ جہاں نام ہے حیدر کا امیرؔ
حکمِ حیدر پہ نگہباں نہ کیونکر بولیں

ہوں تو مجرم پر نہیں شبہ مرے اقبال میں
نامِ حضرت بھی ہے میرے نامۂ اعمال میں

رشتے توڑے دام کے صیّاد اپنے ہاتھ سے
نامِ حضرت لے جو طائر قید ہو کر جال میں

جرم گو بے حد ہیں پر میں عاشقِ مولا تو ہوں
آیۂ لاتقنطوا کیونکر نہ نکلے فال میں

کیوں نہ لکھ دے باغِ جنت کی سند مجھکو خدا
لکھے ہیں دفتر کے دفتر آپکے احوال میں

ہیں وہ عیسیٰ ہو مرقع میں جو حضرت کی شبیہ
کیا عجب ہے جان پڑ جائے ہر اک تمثال میں

یادِ مولا میں جو روئیں اپنی آنکھیں اے امیرؔ
ابرِ تر بھر بھر کے موتی لے گئے رومال میں

حضرت کا خدا کے گھر میں جلوا دیکھوں
مکے میں مدینہ کا تماشا دیکھوں

یارب ترے محبوب کا دامن ہاتھ آئے
اس سائے میں محشر کا تماشا دیکھوں

دل کہتا ہے جاتا ہوں مدینے کی طرف
روکے تو کوئی راہ میں اچھا دیکھوں

جس دل میں حضور کی ہو حسرت اسکو
کن آنکھوں سے خاک پر تڑپتا دیکھوں

بیمار ہے عشقِ احمدی کا دلِ زار
یارب میں کبھی اسے نہ اچھا دیکھوں

جن آنکھوں سے دیکھا ہے وہ روئے گلگوں
ان آنکھوں سے کیا خونِ تمنا دیکھوں

حسرت بھری آنکھوں سے کبھی خواب ہی میں
وہ روضۂ پرنور خدایا دیکھوں

نیند آئے جو مجھکو تو اسی کی دھن میں
جب آنکھ کھلے اسی کا جلوا دیکھوں

وہ پھول سا چہرہ میں نے دیکھا ہے صبا
میں کیا ترے پھولوں کا تماشا دیکھوں

وہ دردِ محبت میں مزہ ہے کہ امیرؔ
مرجاؤں مگر منہ نہ دوا کا دیکھوں

شبِ معراج ہے مہماں رسول اللہ آتے ہیں
چلو حورو ہٹو غلماں رسول اللہ آتے ہیں

جلاجل بج رہے ہیں ہر طرف کیا دھوم مچی ہے
خوشی سے زہرہ ہے رقصاں رسول اللہ آتے ہیں

کھلے جاتے ہیں غنچے سبزہ کیا کیا لہلہاتا ہے
گل فردوس ہیں خنداں رسول اللہ آتے ہیں

لگائیں اچھے اچھے پھول چن کر ڈالیاں جلدی
خبر حوروں کو دے رضواں رسول اللہ آتے ہیں

فدا ہونے کو ہے تیار سارا عالم بالا
ملک صدقے فلک قرباں رسول اللہ آتے ہیں

لگائے آس بیٹھے قدسیان عرش مدت سے
نکل جائیں گے اب ارماں رسول اللہ آتے ہیں

کسی کو اب نہیں حاجت ہے اعجاز مسیحا کی
کہ ہر اک درد کے درماں رسول اللہ آتے ہیں

کرینگے جاں نثاران محبت دل نثار اپنا
سرور جان مشتاقاں رسول اللہ آتے ہیں

امیر اسوقت جو کچھ مانگنا ہو مانگ لے تو بھی
حبیب ایزد سبحاں رسول اللہ آتے ہیں

غل ہے معراج کی شب شاہ امم آتے ہیں
مالک مہر و مہ و لوح و قلم آتے ہیں

آپ بالائے براق آتے ہیں اور روح امیں
بوسے دیتے ہوئے بالائے قدم آتے ہیں

ہر قدم پر صفت خلق کا ہوتا ہے ظہور
بر سر لطف و عنایات و کرم آتے ہیں

نکلے گی عالم امکاں سے سواری شب کو
روشنی کرنے کو انوار قدم آتے ہیں

تا نہ ہو منزل خورشید میں گرمی کا اثر
سایہ کرنے کے لیے ابر کرم آتے ہیں

حوریں یوں ساتھ سواری کے ہیں خوش خوش جیسے
شوخیاں کرتے غزالان حرم آتے ہیں

دونوں حضرت کے جلودار ہیں تھامے ہیں رکاب
آج جبریل و سرافیل بہم آتے ہیں

شان و شوکت کوئی دیکھے تو شہنشاہی کی
کہ ملائک لیے ہاتھوں میں علم آتے ہیں

اہل ہستی کا تو کیا ذکر ہے ایسی ہے خوشی
تہنیت کے لیے ارباب عدم آتے ہیں

غول کے غول ملائک ہیں ادھر اور ادھر
واہ کس شان سے با جاہ و حشم آتے ہیں

یہ گھڑی آئی ہے آواز یہ آتی ہے امیر
تو ہمراہ نہ ہو ہم آتے ہیں

نہیں ہے آپ کے رُخ کا شمار پھولوں میں
بسی ہوئی ہے عروسِ بہار پھولوں میں

عرق جو اُس گلِ عارض سے باغ میں ٹپکے
چٹک کے غنچے پکاریں بہار پھولوں میں

نثار کر ہمیں لے چل کے اے صبا اُن پر
پڑی ہوئی ہے یہ ہر مشتِ خار پھولوں میں

ہر ایک گل چمنِ فاطمہؓ کا ہے اک باغ
یہہ انتخاب ہے ستر ہزار پھولوں میں

زمانے بھر میں ہے اصحابِ پاک کی خوشبو
مہک گیا یہ چمنِ دہر چار پھولوں میں

حضور کے رُخِ نازک کے آگے آئیں تو
نکال دوں گا میں شاخیں ہزار پھولوں میں

ہر ایک گل ہے جو نرگس کی طرح چشم براہ
یہ کس کے آنے کا ہے انتظار پھولوں میں

جو نیند آگئی طائف میں بول اُٹھے جبریلؑ
کہ سو رہا ہے مرا گلعذار پھولوں میں

کسی میں آپ کی بو ہے کسی میں آپ کا رنگ
عیاں ہے رحمتِ پروردگار پھولوں میں

ہزاروں داغ مرے دل کو عشقِ احمدؐ دے
بھلا نہ ہو گا مرا اپنچ چار پھولوں میں

نہیں ہیں اشک یہ اُس رُخ کی یاد میں جاری
امیرؔ ہے یہ رواں آبشار پھولوں میں

فرشتوں میں ہے ہنگامہ رسولِ پاکؐ آتے ہیں
کھلیں رحمت کے دروازے شہِ لولاک آتے ہیں

ستاروں سے کہو آنکھیں بچھائیں انکی آمد ہے
ملائک جن کے در پر جھاڑنے کو خاک آتے ہیں

طلب معشوق کی عاشق نے کی ہے بھیجکر خلعت
لیے جبریلؑ سر پر آپ کی پوشاک آتے ہیں

فرشتوں کے پروں ہی پر قدم پڑتے ہیں مستی میں
فلک سے تا زمیں بچھی ہوئی ہے ڈاک آتے ہیں

قدم لیں دوڑ کر گو قدسی تو حاصل ہو سرافرازی
شرف جن سے زمیں کو تھا سرِ افلاک آتے ہیں

براقِ برق دم سے برق خوش ہو کے کہتی ہے
چلن کیا کیا تجھے اے توسنِ چالاک آتے ہیں

وہ آتے ہیں کہ جن کی نرگسی آنکھوں کے سودائی
پئے تسکینِ دل حوروں کو جا کر تاک آتے ہیں

عجب رنگیں نشاط افزا چمن ہے حُسنِ حضرت کا
کہ ہنس پڑتے ہیں جو روتے ہوئے غمناک آتے ہیں

ہے آمد آمد اُن کی جن کے سودائے محبت میں
عدم سے سُوئے ہستی گل گریباں چاک آتے ہیں

اٹھا کر انگلیاں کہتی ہیں موجیں بحرِ رحمت کی
کہ دریائے رسالت کے بڑے پیراک آتے ہیں

کرے فریاد امیر بے زباں اے داد رس کیسے
کہ ہر دم کھینچ کر خنجر نئے سفاک آتے ہیں

موت ہے سر پر کھڑی یا رحمۃ للعالمین
ہے مصیبت کی گھڑی یا رحمۃ للعالمین

حشر کا دن ہے سوا نیزے پر آیا آفتاب
دھوپ پڑتی ہے کڑی یا رحمۃ للعالمین

سر اٹھاؤ آپ سجدے سے شفاعت کیلیے
خلق ہے کب سے کھڑی یا رحمۃ للعالمین

آپ ہیں مشکل کشا امت کو کچھ پروا نہیں
لاکھ مشکل ہو بڑی یا رحمۃ للعالمین

خلق تڑپی جاتی ہے کھیتی ہوئی جاتی ہے خشک
ابرِ رحمت کی جھڑی یا رحمۃ للعالمین

ہو جو تارِ اشک پر میرے عنایت کی نظر
موتیوں کی ہو لڑی یا رحمۃ للعالمین

اب مجھے جلدی مدینے میں طلب کر لیجیے
سخت ہے اک اک گھڑی یا رحمۃ للعالمین

راہِ الفت میں ملی جو شاخ کانٹوں سے بھری
تھی وہ پھولوں کی چھڑی یا رحمۃ للعالمین

گو بڑا عاصی ہوں حضرت شفاعت تو کریں
شانِ رحمت ہے بڑی یا رحمۃ للعالمین

حشر میں ہے اک ہجوم اور میں ہوں مشتاقِ جمال
یہ بڑی مشکل پڑی یا رحمۃ للعالمین

آپ ہی کا ہے امیر آئیں مدد کو آپ ہی
آئے جو اُس پر کڑی یا رحمۃ للعالمین

مدینے میں دل پر داغ اپنا لیے جاتا ہوں
بڑے سرکار کے دربار کی ڈالی لگاتا ہوں

مدینے کی زمیں کو جھاڑتا پلکوں سے جاتا ہوں
جو کانٹے راہ میں ملتے ہیں آنکھوں سے لگاتا ہوں

بہت ہی ناتواں ہوں ہر قدم مشکل سے اٹھتا ہے
تو اے دل آگے آگے چل میں پیچھے پیچھے آتا ہوں

ضعیف و زار ہوں گو قافلے بھر سے مگر دیکھو
میں آوازِ جرس کی طرح آگے سب سے جاتا ہوں

تصور کر رہا ہوں سلکِ دندانِ مبارک کا
میں اپنی آتشِ دل آبِ گوہر سے بجھاتا ہوں

کچھ ایسا ولولہ ہے راہ میں شوقِ زیارت کا
کہ دل بڑھتا ہے ہاتھوں جب قدم آگے بڑھاتا ہوں

تصدق اس عنایت پر میں اس اعجاز کے صدقے
کہیں ہو آپ لیکن میں تو اپنے دل میں پاتا ہوں

فلک جو داغ دیتا ہے مجھے عشقِ محمد میں
اُسے آغوش میں لے کر کلیجے سے لگاتا ہوں

عجب راحت عجب ٹھنڈک مرے دل کو پہنچتی ہے
غلافِ روضۂ حضرت جو آنکھوں سے لگاتا ہوں

جلاتا ہوں جو اے دل آتشِ عشقِ محمد میں
جہنم کی بھڑکتی آگ سے تجھکو بچاتا ہوں

مرے دل کو ہے جب سے یادِ دندانِ مبارک کی
گہر بنتے ہیں آنکھوں سے اگر آنسو بہاتا ہوں

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ اُس در تک پہنچ جاؤں
کہیں روح الامیں تم آؤ میں پردہ اُٹھاتا ہوں

امیر اب میں یہاں گھبرا گیا ہوں جی نہیں لگتا
اُٹھا کر ہند سے بستر مدینے میں لگاتا ہوں

مدینے کو سفر ہم اے دلِ ناشاد کرتے ہیں
یہ گھر برباد کرتے ہیں وہ گھر آباد کرتے ہیں

غمِ عشقِ نبی سے گھر ترا آباد کرتے ہیں
نہ گھبرا اے دلِ ناشاد تجھکو شاد کرتے ہیں

چلے جو سوئے یثرب اُس کے دامن سے یہ جا لپٹے
ہم اس حسرت میں اپنی خاک کو برباد کرتے ہیں

مجھے افلاک اب تک خاک کا پیوند کر دیتے
مگر تیرا سمجھ کر رحم یہ جلاد کرتے ہیں

ادھر عاشق یہ صدقے ہیں اُدھر معشوق بھی قرباں
خدا کے ساتھ محبوبِ خدا کو یاد کرتے ہیں

فدا کرنے کو حضرت پر لیے چلتے ہیں اب اے دل
تو اک مدت کا قیدی ہے تجھے آزاد کرتے ہیں

کلامِ عاشق و معشوق میں بھی رنگِ وحدت ہے
وہی ارشادِ باری ہے جو آپ ارشاد کرتے ہیں

حضور آئے گیا دورِ ستم عہدِ کرم آیا
ستم کرنے سے توبہ اب ستم ایجاد کرتے ہیں

خدا نے آپ کو پیدا کیا اولادِ آدم سے
پری زادوں پر اس سے ناز آدم زاد کرتے ہیں

مدینہ جانِ ہفت اقلیم ہے ہم کیوں کہیں جائیں
ترے روضے میں سیرِ گلشنِ ایجاد کرتے ہیں

دلِ بیمار کو لذت مسیحائی کی ملتی ہے
لبِ جاں بخشِ حضرت کو جہاں ہم یاد کرتے ہیں

ہمیں ہے کھینچنا نقشہ سراپائے محمد کا
ہر اک موئے بدن کو خامۂ بہزاد کرتے ہیں

شفیعِ عاصیاں اب جلد آپ آئیں شفاعت کو
گنہگارانِ امت دیر سے فریاد کرتے ہیں

مدینے میں صبا لائی ہے مژدہ کس کی آمد کا / کہ مرغانِ چمن شورِ مبارک باد کرتے ہیں

ملا ہے جن کو ذوقِ دردِ ہجرانِ عشقِ احمد سے / گلہ کیسا وہ شکرِ لذتِ بیداد کرتے ہیں

جدائی میں کٹی اک عمر یارب وہ بھی دن آئے / کوئی کہہ دے کہ چل سرکار تجھکو یاد کرتے ہیں

غزل جو نعت میں کہتے ہیں وہ مقبول ہوتی ہے / ملک صلِّ علیٰ کہہ کہہ کے اس پر صاد کرتے ہیں

امیر اتنی حقیقت ہے ہماری نعت گوئی کی / ملا ہے مہرباں فریاد رس فریاد کرتے ہیں

ہائے وہ جلوہ نظر آتا نہیں / میری حسرت پر ترس کھاتا نہیں

چل دیے ہوش و خرد صبر و قرار / دھیان لیکن آپ کا جاتا نہیں

ہے وہی داغِ محبت کی بہار / اس چمن کا پھول مرجھاتا نہیں

آپ میں آتا ہے جب یہ مستِ عشق / ہائے اس وقت آپکو پاتا نہیں

شرمِ عصیاں سے میں روزِ بازپرس / سامنے سرکار کے جاتا نہیں

یہ عمل اور دعویٔ عشقِ رسول / کچھ تو اے دل اس سے شرماتا نہیں

وصل اک مدت سے حاصل ہے مگر / دل سے دھڑکا ہجر کا جاتا نہیں

ملتی ہے سائل کو منہ مانگی مراد / کوئی تجھ سا اے سخی داتا نہیں

رد نہ ہوتی ہے وہ ایسی بارگاہ / کوئی میری عرض پہنچاتا نہیں

ضعف سے بے حس ہوں بستر پر پڑا / درد بھی کروٹ بدلواتا نہیں

جب تلک تڑپانے والا ہو نہ پاس / کچھ تڑپنے میں مزہ آتا نہیں

درد اٹھواتا ہے جب اس بزم سے / ضعف بھی تو مجھکو بٹھلاتا نہیں

بیخودی ہی میں وہ جلوہ دیکھ لوں / خواب کیسا غش بھی اب آتا نہیں

المدد شوقِ مدینہ المدد / تھک گیا ہوں اب چلا جاتا نہیں

خاک اگر ہوتا نہیں ٹوٹے ہی دل / کیوں یہ پانی ہو کے بہہ جاتا نہیں

اب بلا لے اے شہنشاہِ عرب
ہند میں مجھ سے رہا جاتا نہیں

کیا عدم میں بھی مدینہ ہے کوئی
جو وہاں جاتا ہے پھر آتا نہیں

آہ بھی کرتا نہیں ہوں عشق میں
بات دل کی منھ پہ میں لاتا نہیں

یاد میں معشوق کی رہتا ہے مست
دل کبھی عاشق کا گھبراتا نہیں

عشق میں مجھ کو تو سمجھاتے ہیں سب
میرے دل کو کوئی سمجھاتا نہیں

یہ حیا در پردہ شوخی ہے امیر
خواب میں بھی بے نقاب آتا نہیں

ہند میں جب یہ مصائب ہیں امیر
کیوں مدینے کو چلا جاتا نہیں

دلِ دردمند کی داستاں کہوں جو تم سے تو کیا کروں
نہیں غمزدوں کے ہو قدرداں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

تمہیں بیکسوں کے شفیق ہو تمہیں بیکسوں کے رفیق ہو
جو گزرتی دل پہ ہے جانِ جاں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

مرے حال پر بھی کرم کرو جو کرو تمہیں عرض وہ سن تو لو
تمہیں باپ ماں سے ہو مہرباں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

ہوئی جس تڑپ میں مرے بسر جو گزر گئی مری جان پر
شہِ انس و جاں مہِ دو جہاں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

تمہیں فخر اگر ہو یتیم کے تمہیں چارہ گر ہو سقیم کے
ہمہ تن ہوں درد میں ناتواں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

مجھے در بدر یہ پھرائے گا نہ کبھی یہ راہ پر آئے گا
مجھے پیس ڈالے گا آسماں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

مرا ہمدم ایک تھا دل مرا اسے بھی غموں نے گھلا دیا
نہیں ملتا اس کا بھی اب نشاں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

دمِ نزع ایسی ہے بیکسی نہیں ساتھ دیتے حواس بھی
مجھے چھوڑے جاتا ہے کارواں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

جو لحد میں مجھ سے سوال ہو تمہیں آ کے اس کا جواب دو
یہ بہت ہی سخت ہے امتحاں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

نہ زمیں سنے نہ فلک سنے نہ بشر سنے نہ ملک سنے
نہیں سنتا کوئی مری فغاں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

کوئی دل نواز یہاں نہیں مجھے تابِ ضبطِ فغاں نہیں
مرے دل میں ہے جو غمِ نہاں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

جو امیر دیکھیں نبیؐ ادھر تو کہوں یہ ہاتھوں کو جوڑ کر
کہ تڑپ کو دل کی ہیں نیم جاں کہوں جو تم سے تو کیا کروں

آنسو مری آنکھوں میں نہیں آئے ہوئے ہیں — دریا تری رحمت کے یہ لہرائے ہوئے ہیں
ہم اور عبادات و ریاضات کی لذت — سب تحفے یہ سرکار ہی کے لائے ہوئے ہیں
دے دیجیے پابوسی کی اب ہم کو اجازت — کب سے دلِ بیتاب کو ٹھہرائے ہوئے ہیں
احکام تری شرع کے ہر نفسِ شقی کو — روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہیں
کیا پوچھتے ہو لوٹتے ہیں کیوں جگر و دل — یہ دونوں تمہارے ہی تو تڑپائے ہوئے ہیں
اللہ رے حیا حشر میں اللہ کے آگے — ہم سب کے گناہوں پہ وہ شرمائے ہوئے ہیں
امت کا مری بال نہ بیکا ہو یہ ہٹ ہے — گیسو سرِ دوش اس لیے بل کھائے ہوئے ہیں
وحشی ہیں ترے سرکشیِ نفس پہ برہم — آہو ہیں مگر شیر پہ جھنجلائے ہوئے ہیں
ق
جتنے ہیں نبی حشر میں سب ہیبتِ حق سے — مدہوش ہیں بیہوش ہیں گھبرائے ہوئے ہیں
یہ آپ ہی کا حوصلہ ہے خاص کہ اس وقت — امت کی شفاعت کے لیے آئے ہوئے ہیں
دیکھے ہوئے ہیں شمس و قمر اے شہِ خوباں — سب پائے نگہ کے مرے ٹھکرائے ہوئے ہیں
میں نے چمنِ خلد کے پھولوں کو بھی دیکھا — سب آگے ترے چہرے کے مرجھائے ہوئے ہیں
کن آنکھوں کا بیمار ہوں یارب کہ مرے گھر — عیسیٰ بھی مجھے دیکھنے کو آئے ہوئے ہیں
عشاق کی آنکھوں کو رلاتے ہو تمہیں تو — یہ جام تمہارے ہی تو چھلکائے ہوئے ہیں
شاخوں میں یہ پتے نہیں اے غیرتِ گلشن — سب ہاتھ ترے سامنے پھیلائے ہوئے ہیں
پھولوں کی طرح ہجر میں عشاق کے دل بھی — افسردہ ہیں پژمردہ ہیں مرجھائے ہوئے ہیں
بھاتا نہیں کوئی نظر آتا نہیں کوئی — دل میں تمہی آنکھوں میں تمہی چھائے ہوئے ہیں
جی بھر کے ہمیں دیکھنے دو حشر میں دیدار — اک عمر کے ترسے ہوئے ترسائے ہوئے ہیں
عشاق کی آنکھوں ہی پہ موقوف نہیں ہے — آئینے بھی اس حسن پہ للچائے ہوئے ہیں
روشن ہوئے دل پرتوِ رخسارِ نبی سے — یہ ذرے اسی مہر کے چمکائے ہوئے ہیں
شاہوں سے دبیں کیا جو گدا ہیں ترے در کے — بہلائے شہِ خوبی ترے شہ پائے ہوئے ہیں

آئے ہیں جو وہ بیخودیِ شوق کو سُنکر
اِسوقت امیر آپ میں ہم آئے ہوئے ہیں

نظر میں وہ جب سے سمائے ہوئے ہیں
ہم آنکھوں کو سب سے چھپائے ہوئے ہیں

وہ جلوے نظر میں سمائے ہوئے ہیں
کہ ہم چاند سورج پہ چھائے ہوئے ہیں

جھلک انکی دیکھی ہے ہم نے جہاں میں
کلیجے سے دل کو لگائے ہوئے ہیں

فشار اے زمینِ لحد دے نہ ہم کو
ترے گھر میں مہماں آئے ہوئے ہیں

صدا دے رہی ہے یہ گورِ غریباں
یہاں سب فلک کے ستائے ہوئے ہیں

دکھا دے خدا شمعِ رخسارِ حضرتؐ
اُسی کی طرف لو لگائے ہوئے ہیں

دُکھا دل ہمارا نہ اے دردِ فرقت
کہ ہم عشق کی چوٹ کھائے ہوئے ہیں

بُجھے چاند سورج ہیں اُس رخ کے آگے
ستارے بھی کچھ جھلملائے ہوئے ہیں

بہت تند ہے بادۂ عشقِ احمدؐ
ہم اس کے مزے خوب اُٹھائے ہوئے ہیں

چمن ہے جو داغوں سے سینہ ہمارا
یہ سب گل تمہارے کھلائے ہوئے ہیں

گھروندے یہ سب ہستی و نیستی کے
تمہارے بگاڑے بنائے ہوئے ہیں

ترے سامنے گل ہیں دامن سمیٹے
لجالو کی صورت لجائے ہوئے ہیں

دل و دیدہ اُجڑے ہوئے گھر تھے دونوں
یہہ سرکار ہی کے بسائے ہوئے ہیں

دل آہیں نہیں کرتے ہیں تیرے در پر
یہہ جوگی ہیں دھونی رمائے ہوئے ہیں

خدا جانے کس وقت ہو کیا اشارہ
نظر سے نظر ہم ملائے ہوئے ہیں

کہاں ڈھونڈنے انکو نکلا ہے اے دل
ارے وہ تو تجھ میں سمائے ہوئے ہیں

نہ پیس آسیا ہے فلک عاشقوں کو
یہ بیکس بہت دل دکھائے ہوئے ہیں

اجل میری بالیں سے ہٹکر کھڑی ہو
عیادت کو سرکار آئے ہوئے ہیں

رقیب اُن کی الفت میں عالم ہے سارا
جو اپنے تھے وہ سب پرائے ہوئے ہیں

ہے اعمال سے یاس اے شانِ رحمت
مگر آس تجھ سے لگائے ہوئے ہیں

بظاہر ہم اوروں کی سنتے ہیں باتیں
مگر کان اُدھر ہی لگائے ہوئے ہیں

امیر آنکھ کیا روزِ محشر اٹھائیں
گنہگار ہیں سر جھکائے ہوئے ہیں

محبوبِ خاصِ حضرتِ سبحان بھی تو ہیں
جانِ جہاں یہی تو ہیں جاناں یہی تو ہیں

عیسیٰ کا آسمانِ چہارم پہ ہے یہ قول
ہر دردِ لاعلاج کے درماں یہی تو ہیں

حور و ملک زمین و فلک دیکھکر جھلک
جن پر ہیں لاکھ جان سے قرباں یہی تو ہیں

سنبل کی طرح سنبلہ بھی آسماں پہ ہے
جن کی ہوا میں چاک گریباں یہی تو ہیں

اہلِ زمین و اہلِ فلک سب میں شور ہے
تھا جن کے دیکھ لینے کا ارماں یہی تو ہیں

بیڑا یہی تو پار لگائیں گے روزِ حشر
اُمت کے دستگیر و نگہباں یہی تو ہیں

خورشید و ماہ و زہرہ و مریخ و مشتری
پھر پھر کے جن کے گرد ہیں قرباں یہی تو ہیں

اڑتے ہیں ہوش رعب سے حُسن و جمال کے
پریاں یہ کہہ رہی ہیں سلیماں یہی تو ہیں

ارواح کا ہجوم ہے پروانوں کی طرح
بزمِ جہاں میں شمعِ شبستاں یہی تو ہیں

کیا حُسن کیا جمال ہے کیا آن بان ہے
محبوبِ خاص ہونے کے شایاں یہی تو ہیں

جتنے ہیں حکمراں وہ سبھی زیرِ حکم ہیں
عالم ہے جن کا تابعِ فرماں یہی تو ہیں

غلمان جو ہیں غلام تو حوریں کنیز ہیں
تاجِ شہاں سرآمدِ خوباں یہی تو ہیں

احکام لے کے آئیں گے جبریل جنکے پاس
جن پر اُتارا جائے گا قرآں یہی تو ہیں

خوانِ کرم انہیں کا یہی میزبان ہیں
سارا جہان جن کا ہے مہماں یہی تو ہیں

شمعِ سبل امامِ رسل فخرِ جز و کل
نازاں ملک ہیں جن پہ وہ انساں یہی تو ہیں

کیونکر نہ بے حساب ہو اُمت کی مغفرت
روزِ حساب ماحیِ عصیاں یہی تو ہیں

جن کے فروغِ نورِ سراپا سرور سے
قندیلیں عرش کی ہیں فروزاں یہی تو ہیں

پوچھا جو انبیا نے یہی ہیں حبیبِ حق
بولے یہ جبرئیلؑ کہ ہاں ہاں یہی تو ہیں

پہنچا امیرؔ جوشِ مسرت کہاں کہاں
کعبے میں غل ہے قبلۂ ایماں یہی تو ہیں

ردیف واؤ

پیریِ الفت نے دیا رتبۂ بیحد مجھ کو
کہ ملی خاکِ درِ شاہ کی مسند مجھ کو

پھول وہ چہرہ ہے شمشاد ہے وہ قد مجھ کو
سیرِ گلزارِ جناں سے ہے یہ مقصد مجھ کو

عمر بھر دولتِ کونین کی کرتا تھا تلاش
مل گئی آج تہِ دامنِ احمدؐ مجھ کو

اب وجدِ فخرِ عرب آپ ہیں فخرِ اب وجد
یاد ہے مکتبِ ایماں میں یہی ابجد مجھ کو

رتبہ یہ عشق سے پایا کہ ہوں حضرت کی دعا
حشر کے روز کرے گا نہ خدا رد مجھ کو

ہیں وہ محبوبِ خدا اس سے ہیں سب کے محبوب
راست گو ہوں نہیں آتی ہے خوشامد مجھ کو

اُس خطِ سبز کا عاشق ہوں میں مانندِ خضرؑ
کیوں نہ جنت میں ملے قصرِ زبرجد مجھ کو

کسی دولت کسی ثروت کی نہیں ہے پروا
میرے اللہ نے دی الفتِ احمدؐ مجھ کو

یا نبیؐ مکر سے شیطان کے حاصل ہو پناہ
روز آ آ کے ستاتا ہے یہ مُرتد مجھ کو

آسماں پر کلہ فخر نہ پھینکوں کیونکر
ہاتھ آیا ہے ترا گوشۂ مسند مجھ کو

شافعِ حشر کا احساں کہ دارد میں ہوا
کر چکے تھے مرے اعمال ندارد مجھ کو

ہوں گنہگار مگر خوف معاصی سے نہیں
بخشوائیں گے قیامت میں محمدؐ مجھ کو

نکہتِ گل کبھی گلشن سے جو لاتی ہے صبا
یاد آجاتی ہے اُس شاہ کی آمد مجھ کو

مست ہوں بادۂ الفت سے میں منصور کی طرح
کیوں نہ سمجھے صفِ عشاق سرآمد مجھ کو

قصرِ جنت میں جو دیکھوں گا جواہر کے کلس
یاد آجائے گا وہ روضہ وہ گنبد مجھ کو

خلعتِ بادشہی حُلۂ جنت سمجھوں
دیں جو زائر کفنِ پوششِ مرقد مجھ کو

گزرے چالیس برس عمر کے اے طالعِ بد
تا کجا ہند میں رکھے گا مقید مجھ کو

کم نہیں ہے یہ شرف کچھ مرے حق میں کہ امیر
نام میرا ہے یہی کہتے ہیں احمد مجھ کو

اب کہاں چین خبر دی مرے حامی نے مجھ کو
کہ مدینے میں بلایا ہے نبی نے مجھ کو

عاشقِ چہرۂ حضرت تھا گیا بے کھٹکے
درِ فردوس پہ روکا نہ کسی نے مجھ کو

بحرِ آفت میں نبی اور علی ہیں حامی
پار اترنے کو ملے ہیں یہ سفینے مجھ کو

عشق کر ختمِ رسل سے کہ خدا راضی ہو
کی یہ تعلیم اویسِ قرنی نے مجھ کو

آتشِ عشق میں جلتا ہوں میں شب بھر دمِ صبح
شمع ساں موت کے آتے ہیں پسینے مجھ کو

پر لگ آئیں جو طائر کی طرح دور نہیں
ہمہ تن شوق بنایا ہے خوشی نے مجھ کو

شوقِ محبوبِ الٰہی میں نہیں صبر کی تاب
لے چل اے جذبۂ دل جلد مدینے مجھ کو

ہے یقیں راہ میں مل جائیں گے جبریل امیں
سب بتا دیں گے زیارت کے قرینے مجھ کو

اب نہ ٹھہروں جو کرے میری خوشامد بھی وطن
کہ پکارا ہے غریب الوطنی نے مجھ کو

مومن و زائر و حاجی ہوں دیے تین شرف
کی عطا ہاشمی مطلبی نے مجھ کو

رات دن سند میں رہتا ہے یہی دھیان امیر
اب کیا یاد رسولِ عربی نے مجھ کو

مدح خواں میں ہوں جو آواز نہیں ہے تو نہ ہو
سوز حاصل ہے مجھے ساز نہیں ہے تو نہ ہو

مرتے ہی پھاند کے دیوار میں داخل ہوں گا
بابِ فردوس اگر باز نہیں ہے تو نہ ہو

ہے مےِ عشق سے حضرت کی مرا دل مخمور
جام میں بادۂ شیراز نہیں ہے تو نہ ہو

دیکھ سکتا نہیں کرمِ شبک کو دہشت سے تری
بند اگر دیدۂ شہباز نہیں ہے تو نہ ہو

زندہ دل جتنے ہیں اقرارِ نبوت ہے انہیں
مردہ دل قائلِ اعجاز نہیں ہے تو نہ ہو

آپ کا نام تو لیتا ہے مؤذن ہر صبح
مثلِ داؤد خوش آواز نہیں ہے تو نہ ہو

دردِ الفت کا ہوا انجام الٰہی اچھا
خوبصورت اگر آغاز نہیں ہے تو نہ ہو

آشیانہ ہے مدینے کے درختوں پہ مرا
اب اگر طاقتِ پرواز نہیں ہے تو نہ ہو

دور سے دیکھ لیا کرتے ہیں حضرتؐ کا جمال
پاس اگر جلوہ گہِ ناز نہیں ہے تو نہ ہو

رہ نہیں جانے کا میں وادیٔ مدحت میں امیرؔ
توسنِ فکر سبکتاز نہیں ہے تو نہ ہو

یہ باعث تھا کیے سجدے فرشتوں نے جو آدمؑ کو
کہ اُن کے صلب میں دیکھا ضیائے فخرِ عالم کو

جو عالم ہم نے اپنے دل میں دیکھا فیضِ حضرتؐ سے
نہ آیا تھا کبھی جامِ جہاں بیں میں نظر جم کو

شرف بخشا مدینے کو خدا نے ہفت کشور پر
بلندی جیسے دی ہفت آسماں سے عرشِ اعظم کو

نظارہ شاہ کا یوں دامنِ تر خشک کرتا تھا
مٹا دیتا ہے جیسے پرتوِ خورشید شبنم کو

سفارش سے تمہاری قوتِ اعجاز دی حق نے
یدِ موسئِ عمران کو لبِ عیسئِ مریم کو

ہوئے راکع تو محرابِ حرم کو یہ ہوئی حسرت
کہ لے لوں دوڑ کر آغوش میں میں قدِ پُرخم کو

تری محرابِ ابرو ہے ترا چاہِ زنخداں ہے
عزیز اس واسطے رکھتا ہوں میں کعبہ کو زمزم کو

لبِ جاں بخش کی تعریف سے پایا ہے یہ رتبہ
غنیمت جانتے ہیں عیسئِ مریم مرے دم کو

نکل سکتے نہیں ہیں ایک دم قیدِ محبت سے
لپیٹا ہے یہ دونوں گیسوؤں نے دونوں عالم کو

اگر اس خاک کے دانے کا بوسہ پہلے لے لیتے
نہ ہوتی کھا کے گندم احتیاجِ عذر آدمؑ کو

وہاں چالیس در تھے ہیں درِ فیض آپ کے لاکھوں
سخاوت میں بھلا کیا آپ سے نسبت ہے حاتم کو

یقیں ہے مثلِ خاتم شوق سے قالب تہی کرتے
سلیماںؑ دیکھتے دستِ مبارک میں جو خاتم کو

امیرؔ آوازہ جرأت پہنچتا ہے جو مولا کا
ہلا دیتا ہے اب بھی سیستاں میں گورِ رستم کو

کہوں گا حشر میں یہ تھام کر حضرتؐ کے دامن کو
الٰہی سیلِ رحمت سے بہا عصیاں کے خرمن کو

غبارِ کوچۂ احمدؐ کا سرمہ ہے عجب سرمہ
کیا ہے جس نے روشن دیدۂ خورشید روشن کو

جو دیکھیں حلقۂ گیسو کہیں آزاد حسرت سے
الٰہی قید ہوں اس میں ملے یہ طوق گردن کو

بہ شوقِ دیدِ مرقد ہے کہ جب در بند ہوتا ہے
فرشتے جھانکتے پھرتے ہیں دیوار و در کے روزن کو

اجازت طائرِ سدرہ کو ہو تو نخلِ یثرب پر
بنائے آشیانہ چھوڑ کر اپنے نشیمن کو

تمنا ہے نہ نکلوں مر کے بھی میں شہرِ یثرب سے
زمیں تھوڑی سی مل جائے یہیں یا شاہ مدفن کو

تمہارا بوسۂ در یوں بدوں کو نیک کرتا ہے
بنا دیتا ہے سونا سنگِ پارس جیسے آہن کو

کرے دل کھول کر تا وصفِ باغِ روضۂ حضرت
خدا نے اس لیے دیں دس زبانیں نخلِ سوسن کو

لباسِ شاہ کے سینے کی ہو خیاط کو جرأت
جو رشتہ مانگ لے ادریسؑ سے عیسیٰؑ سے سوزن کو

جناں ہے روضہ مشتاق جو حوریں آ نہیں سکتیں
بحسرت دیکھتی رہتی ہیں دیوار و در کے روزن کو

ابھی تو اڑ کے آنے کوچۂ احمد میں گلشن سے
جو ملتے بلبلوں کی طرح پر گلہائے گلشن کو

براق اڑتا ہوا قطعِ رہِ معراج کرتا تھا
ملے جب شہسوار ایسا خوشی ہو کیوں نہ توسن کو

امیرؔ آئے جو دل اُس شاہ کا عاشق نواز ہے
جھکا دے سروِ پائے فاختہ پر اپنی گردن کو

ملتی ہے خاکِ کوچۂ احمدؐ میں چمن کی بو
ذرے وہ گل ہیں آتی ہے جیسے لہن کی بو

سونگھے جو کوئی اُن کے لباسِ بدن کی بو
خوش آئے کیا دماغ کو اُس کے چمن کی بو

کیا حلقہ ہائے زلفِ مسلسل ہیں عطر بیز
آتی ہے صاف نافۂ مشکِ ختن کی بو

اُس چہرۂ صبیح کی دل کو جو یاد ہے
داغوں سے آ رہی ہے گلِ یاسمن کی بو

لکھوں جو مدحتِ تنِ نازک کتاب میں
آئے ورق ورق سے گلِ نسترن کی بو

گویا زمین عطر سے ہے خاکِ جسمِ پاک
شبّو کی بو ہے زلف میں تن میں سمن کی بو

کافور کی جگہ تھی جو خاکِ مزارِ پاک
جھومے فرشتے سونگھ کے سر کے کفن کی بو

خوشبو وہانِ پاک کی جس کو پسند ہے
سونگھیں کبھی نہ غنچۂ گل کے دہن کی بو

یعقوبؑ وار یوسفِ یثرب پہ ہوں فدا
روشن ہوں آنکھیں سونگھیں اگر پیرہن کی بو

آئے شمیمِ باغِ جناں کی دماغ میں
لائے صبا جو آپ کے سیبِ ذقن کی بو

فیضِ ثناء شہ ہے یہہ تبہ ملا امیر
پہنچی بہشت تک مرے باغِ سخن کی بو

طاعتِ حق ہے محمدؐ کی اطاعت مجھ کو
حج ہے کعبہ کا مدینے کی زیارت مجھ کو

کچھ نہیں زشتیِ اعمال سے دہشت مجھ کو
بخشوا لیں گے نبیؐ روزِ قیامت مجھ کو

کون اب دولتِ دنیا کی ہے حاجت مجھ کو
میرے اللہ نے دی دین کی دولت مجھ کو

چہرۂ پاک کی تعریف کیا کرتا ہوں
ہے یہی تذکرہ قرآن کی تلاوت مجھ کو

روضۂ شاہ ملکِ ہند سے پہنچوں میں شتاب
یا خدا جلد دکھا روضۂ جنت مجھ کو

اُڑ کے پہنچوں گا میں طائر کی طرح یثرب میں
دی مرے شوق نے پرواز کی طاقت مجھ کو

فیضِ عشقِ شہِ والا سے تونگر ہوں میں
مال ہے گنج ہے دولت ہے یہ الفت مجھ کو

سن لیا ہے کہ نبیؐ نزع میں آئیں گے ضرور
اس لیے مرگ کے آنے کی ہے حسرت مجھ کو

شاید آجائیں وہاں ختمِ رسالت کے قدم
جلد اے مرگ دکھا گوشۂ تربت مجھ کو

حشر کے روز نبیؐ ساقیِ کوثر ہوں گے
کیا غمِ تشنگیِ روزِ قیامت مجھ کو

جانتے ہیں کہ بہت تشنۂ دیدار ہوں میں
ہے یقیں پہلے کریں جام عنایت مجھ کو

شکر ہے بیٹھ رہا میں درِ اقدس پہ امیر
مل گئی سارے بکھیڑوں سے فراغت مجھ کو

اب تو رہ رہ کے یہی آتی ہے حسرت مجھ کو
کہ مدینے میں بلاتے نہیں حضرتؐ مجھ کو

جلد اُلٹیے رخِ پُرنور سے للہ نقاب
میرے مولا نہیں اب صبر کی طاقت مجھ کو

نخل مدینے میں ہو وہ عاشقِ احمدؐ آیا
لے اُڑے ہند سے یارب یہی وحشت مجھ کو

کسی پردے میں تو ہو دولتِ دیدار نصیب
خواب ہی میں کہیں حاصل ہو زیارت مجھ کو

مظہرِ رحمتِ حق تو میں سراپا عصیاں
مغفرت کے لیے کافی ہے یہ نسبت مجھ کو

خاک ہوتا تو ہے اک روز تمنا یہ ہے
پھونک کے خاک کرے گرمیِ الفت مجھ کو

گو گنہگار ہوں پر آپ کا کہلاتا ہوں
یا نبی حشر کے دن ہو نہ خجالت مجھ کو

دفن کے بعد ادھر احباب پھریں اور اُدھر
حوریں لے جائیں لحد سے سوئے جنت مجھ کو

تیرے محبوب کی امت میں ہوں اے ربِ کریم
نارِ دوزخ سے بچا لے تری رحمت مجھ کو

کونسی چیز وہاں ہے جو مدینے میں نہیں
ہے یہ سرسبز زمیں گلشنِ جنت مجھ کو

آرزو شہرِ مدینہ تھا وہاں آ پہنچا
اب کہاں لیکے چلی ہے مری قسمت مجھ کو

عشقِ محبوبِ الٰہی میں ہے لذت ہے امیرؔ
درد درماں ہے غم و رنج ہے راحت مجھ کو

عشقِ شہِ والا و دلِ زار کو دیکھو
اس کاہ کو اور کوہِ گراں بار کو دیکھو

کہتی ہے کہ مین پرتوِ چشمانِ نبی ہوں
لو اور سنو نرگسِ بیمار کو دیکھو

ہے اُس کے نظارے میں ثواب اس سے زیادہ
قرآن کے بدلے اسی رخسار کو دیکھو

فاقوں میں اس ابرو کا ہے دھیان تو بہتر
ماہِ رمضاں دیکھ کے تلوار کو دیکھو

اے اہلِ جنوں سلسلہ بخشش کا یہی ہے
بل کھائے ہوئے گیسوئے خمدار کو دیکھو

جنت یہی کہتے ہیں فرشتوں سے فرشتے
یثرب میں چلو شاہ کے دربار کو دیکھو

یثرب کو امیرؔ آؤ چلو ساتھ ہمارے
اس خرم و شاداب چمن زار کو دیکھو

اشتیاقِ سجدہ میں تا چند دل بیتاب ہو
سر مرا ہو اور اس دروازے کی محراب ہو

مدتوں سے آرزو رکھتا ہے یہ دل میں فلک
چادرِ مرقد کسی شب چادرِ مہتاب ہو

جسمِ حضرت کی صباحت کا کروں چھپے میں ذکر
کلیاں گرنے کو پہلے موتیوں کی آب ہو

حفظ حضرت کا بچائے جس کو کیا اُس کو ضرر
برقِ خاطف مزرعِ دہقاں پہ گر کر آب ہو

آبیاری جس چمن کی لطف حضرت کا کرے
کیوں نہ ہر کانٹا رگِ گل کی طرح شاداب ہو

شعلۂ نارِ غضب ایسا کہ جس شب ہو بلند
آسماں پر خاک جل کر خرمنِ مہتاب ہو

مہرِ مولا ہے یہ دل میں ہو جو اُس کوچے میں خاک
اُڑ کے ہر ذرہ ہوا میں مہرِ عالمتاب ہو

دل جلانا عشقِ حضرت میں ہے دولت کا سبب
صاحبِ اکسیر ہوں کشتہ جو یہ سیماب ہو

ہوں روانہ ہند سے جسدم میں یثرب کو امیر
جو مجاور شہ کے روضے کا ہوا اسکو خواب ہو

لے چل اے شوق سوئے روضۂ حضرت مجھ کو
مدتوں سے ہے زیارت کی تمنا مجھ کو

روضۂ پاک کا یثرب میں نظارہ میں کروں
اس لیے حق نے دیے دیدۂ بینا مجھ کو

سر ہو اور سنگِ درِ شاہ ہو تا آخرِ عمر
جب سے پیدا میں ہوا ہے یہی سودا مجھ کو

شوقِ دیدار ہے اس برقِ تجلی کا کمال
یا خدا جلد ملے رتبۂ موسیٰ مجھ کو

جان قالب میں نہیں دردِ جدائی کے سبب
زندہ ہو جاؤں جو مل جائیں مسیحا مجھ کو

کیا کہوں چرخِ ستمگر نے کیا ہے کیسا
صورتِ دفترِ ابتر تہ و بالا مجھ کو

بادیہ پیمائی گردوں سے نہیں کچھ مطلب
تو ہی اے شوق کر اب بادیہ پیما مجھ کو

خضر پھرتے ہیں کہاں آئیں بتائیں مجھے راہ
نہیں معلوم رہِ یثرب و بطحا مجھ کو

راہِ خشکی ہو اگر راہروں سے مسدود
گریۂ شوق دکھا تو رہِ دریا مجھ کو

کور آنکھیں جو کرے راہ میں آندھی تو کرے
کم نہیں دیدۂ دل بہرِ تماشا مجھ کو

مشتیِ بخت ہے یثرب چلوں اب جے امیر
سارے اسباب سفر کے ہیں مہیا مجھ کو

ردیف ہائے ہوز

آنکھوں میں ہے گھر دل میں ہے جائے مدینہ
ان تین مدینوں میں ہے ماوائے مدینہ

موسیٰ کو مبارک ہو تجلی سرِ طور
اللہ مری آنکھوں کو دکھلائے مدینہ

ہے قصرِ جناں روضہ ستون طوبیِ فردوس
جنت کا تماشا ہے تماشائے مدینہ

فیضِ قدمِ شہ سے ضیا پائی ہے ایسی
خورشید ہے اک ذرۂ صحرائے مدینہ

محشر میں ہوا لالۂ گلزارِ شفاعت
جس دل میں پڑا داغِ تمنائے مدینہ

بازارِ محبت میں کہاں مجھ سا خریدار
سر بیچ کے لیتا ہوں میں سودائے مدینہ

ہر صبح بندھا روضۂ حضرت کا تصور
جب آنکھ کھلی کھل گئے درہائے مدینہ

فردوس سے وہ روضۂ پرنور ہے بہتر
رضواں سے ہے بڑھ کر چمن آرائے مدینہ

کثرت سے فرشتوں کی صفیں ہیں صفِ محشر
ہے شرق سے تا غرب مصلّائے مدینہ

موسیٰ ہیں اگر محوِ تجلّائے سرِ طور
ہے روح مری محوِ تجلّائے مدینہ

مالک ہے امیرؔ اس کا مہِ مصر سے بہتر
زیبا ہے اگر مصر ہے شیدائے مدینہ

یہہ بیکلی ہے دل میں تمنائے مدینہ
ہر سانس سے آتی ہے صدا ہائے مدینہ

ہے مجھ کو ہوائے چمن آرائے مدینہ
جنت میں کروں کیا مجھے ملجائے مدینہ

آنکھیں ہوں یہ محوِ رخِ زیبائے مدینہ
کعبہ کو بھی دیکھوں تو نظر آئے مدینہ

اے حسرتِ دیدار دکھا جذب کی تاثیر
پتلی کی طرح آنکھ میں کھنچ آئے مدینہ

خضرِ رہِ مقصود ہوا ہے ولولۂ شوق
دکھلا دے مجھے گنبدِ خضرائے مدینہ

عاشق کے کلیجے سے لگی رہتی ہے ہر دم
کیا پیاری تمنا ہے تمنائے مدینہ

سوتے میں بھی آ آ کے دکھا جاتا ہے جلوہ
غش ہے انھیں باتوں پہ تو شیدائے مدینہ

ہے وصل میں بھی شوق ہی وصل کا باقی
کہتا ہوں مدینے میں بھی میں ہائے مدینہ

یارب یہہ جمے رنگِ تمنا مرے دل میں
سینے سے کھلے لالۂ صحرائے مدینہ

اس دل پہ میں سو جان سے قربان ہوں جس میں
ہو جلوہ نما ماہِ دل آرائے مدینہ

یارب وہ عطا کر مری آنکھوں کو بصیرت
گھر بیٹھے رہوں محوِ تماشائے مدینہ

سو جان سے اس بیخودیِ شوق کے صدقے
جب آپ سے باہر ہوئے دیکھ آئے مدینہ

ہو سامنے آنکھوں کے ترا روضۂ پرنور
اور شوق سے دیکھا کرے شیدائے مدینہ

تھی برقِ سرِ طور بھی میری ہی تجلّی / کہتا ہے یہہ ہر ذرّہ صحرائے مدینہ
کیوں بزمِ ولادت میں نہ مشتاق ہوں سرمست / مہکی ہوئی ہے نکہتِ گلہائے مدینہ

روضے سے امیرؔ آتے ہیں جھونکے جو ہوا کے / کیا جھومتے ہیں مست تخیّلہائے مدینہ

اُس روضے پہ ہے گنبدِ اخضر کا اشتباہ / اُس شمسی پر ہے مہرِ منور کا اشتباہ
کرسیِ در بلند ہے ایسی کہ جبہہ نہ ہے / عالم کو عرشِ خالقِ اکبر کا اشتباہ
رفعت سے کس قدر ہے فلک رتبہ وہ زمیں / ہے جس کے ذرّے ذرّے پر اختر کا اشتباہ
کیا خوب پیشِ روضۂ والا ہے سائباں / ہوتا ہے جبرئیلؑ کے شہپر کا اشتباہ
روضہ نہیں ہے غور سے دیکھو تو باغ ہے / زیبا ہے ہر ستون پہ صنوبر کا اشتباہ
کتنے ملک خصال مجاور وہاں کے ہیں / سلماںؓ کا ہے گمان ابوذرؓ کا اشتباہ
روشن جو رات کو ہے دو شاخہ مزار پر / ہے آسماں پہ برجِ دو پیکر کا اشتباہ
شعلہ جو شمع کا ہے وہ اختر سے کم نہیں / ہر قمقمے پہ ہے مہِ انور کا اشتباہ
جا کر وہاں جو دیدۂ زائر پُر آب ہو / اُس پر ہو صاف چشمۂ کوثر کا اشتباہ
ہر آبدار بزمِ معلّے کا ہے خضرؑ / آئینہ دار پر ہے سکندر کا اشتباہ
باہر نہیں ہیں بزم سے یہ انجم و فلک / اسپہر سپند اُس پہ ہے مجمر کا اشتباہ
در پر جھکے جبیں تو ہو اس درجہ تابناک / ہو آسماں کو غرّہ و خاور کا اشتباہ
وہ باغ لطفِ شمّہ ہے جس میں صبا کو ہے / شبنم کے قطرے قطرے پہ گوہر کا اشتباہ

پہنچا ہے سر مرا جو درِ قصر تک امیرؔ / مجھ پر بھی لوگ کرتے ہیں قیصر کا اشتباہ
۱

فلک ہے بر سرِ بیداد یا رسول اللہ / بچا لیجے مجھے فریاد یا رسول اللہ
میں احتضار میں در پے ہے دین کے ابلیس / یہی تو ہے دمِ امداد یا رسول اللہ

تمہیں ہو دادرسِ جملہ انبیاے سلف — مجھے بھی تم سے ملے داد یا رسول اللہ

جہاں میں جتنے تھے ناشاد اُن کو شاد کیا — مجھے بھی کیجیے اب شاد یا رسول اللہ

شتاب رفع ہو ویرانیِ دلِ ویراں کو — ہو یہہ دیار بھی آباد یا رسول اللہ

عبادتیں ہوں مری آپ کے سبب سے قبول — یہہ محنتیں نہ ہوں برباد یا رسول اللہ

گروں کسی کی نظر سے نہ دونوں عالم میں — پڑے نہ مجھ پہ یہ اُفتاد یا رسول اللہ

خدا نے خلق کیا ہے تمہاری خاطر سے — تمام عالمِ ایجاد یا رسول اللہ

ہر ایک سرو ہے اس بوستانِ عالم میں — تمہارا بندۂ آزاد یا رسول اللہ

وہی ہے حکمِ خدا خوب جانتا ہوں میں — جو کچھ ہے آپ کا ارشاد یا رسول اللہ

ہمیشہ آپ کا ہے نام مجھ کو وردِ زباں — ہمیشہ آپ کی ہے یاد یا رسول اللہ

فلک کو منع کرو جانِ امیرؔ کی بچ جاے
ستا رہا ہے یہہ جلاد یا رسول اللہ

نہیں ہے آسرا کوئی ہمارا یا رسول اللہ — تمہارے ہیں تمہارا ہے سہارا یا رسول اللہ

زمیں ہوتی نہ بالاے زمیں یہ آسماں ہوتا — تمہارا ہی کرشمہ ہے یہ سارا یا رسول اللہ

نہ دنیا کے رہیں جھگڑے نہ عقبیٰ کے رہیں دھڑکے — نگاہِ لطف سے ہو اک اشارا یا رسول اللہ

مدد فرمایئے اب تابِ گویائی نہیں باقی — چلی جب تک زباں میں نے پکارا یا رسول اللہ

دلِ نومید پر بھی اک نگاہِ لطف ہو جاے — ہزاروں حسرتوں کا ہے یہ مارا یا رسول اللہ

دکھا دو اک جھلک رخسار کی مشتاق کو اپنے — چمک جاے مقدر کا ستارا یا رسول اللہ

بڑی بندہ نوازی کی جو وقتِ نزع آپ آئے — ذرا ٹھہرو کہ میں کرلوں نظارا یا رسول اللہ

شہیدِ جلوۂ دیدار ہو جاؤں تو یہ سمجھوں — کہ میں نے زندگی پائی دوبارا یا رسول اللہ

نہ حوروں سے مجھے مطلب جنت کی مجھے خواہش — مری آنکھیں ہوں اور تیرا نظارا یا رسول اللہ

بہت ہی سخت گزرے ہیں تمہاری تیغِ فرقت کے — یہ کڑوے گھونٹ کیونکر ہوں گوارا یا رسول اللہ

امیر بینوا عقبیٰ میں کس کا آسرا ڈھونڈے
رہا مداح دُنیا میں تمہارا یا رسول اللہ

زہے ہمتِ میزبانِ مدینہ
خدائی ہے سب میہمانِ مدینہ

وہ گردش کرائے آسمانِ مدینہ
کہ یہہ سر ہو اور آستانِ مدینہ

مدینے میں اک اک سے میں پوچھتا ہوں
کہاں ہے وہ بانکا جوانِ مدینہ

مجھے اور قصّوں سے کیا کام واعظ
سُنا دے کوئی داستانِ مدینہ

کہیں قصرِ جنت سے بہتر ہے رضواں
مری آنکھ میں ہر مکانِ مدینہ

یہہ ہے رشک و للّٰہ کہ قاصد جو بھیجوں
بتاؤں نہ ہرگز نشانِ مدینہ

فصاحت ہے صدقے بلاغت ہے قرباں
کچھ ایسی ہے پیاری زبانِ مدینہ

مرا دل تصدق مدینے کے دل پر
مری جان قربانِ جانِ مدینہ

برستا ہے یہ نور دیوار و در سے
کہ ہے لامکاں ہر مکانِ مدینہ

یہہ عطرِ فصاحت وہ عطرِ بلاغت
زبانِ مدینہ بیانِ مدینہ

بدلتی ہیں نیکی سے بدیاں عجب کیا
ترانہ بنے گر فغانِ مدینہ

معطر ہیں گلیاں معنبر ہیں راہیں
یہہ اے نامہ بر ہے نشانِ مدینہ

مری آنکھ میں مفت گلزارِ جنت
ہے اک گوشۂ بوستانِ مدینہ

نہیں خلد کو نسبت اس گلزمیں سے
یہہ تشبیہ ہے کسرِ شانِ مدینہ

امیر اُس پہ کیونکر نہ ہو جان صدقے
کہ جانِ دو عالم ہے جانِ مدینہ

رہتی ہے زباں پر صفتِ شانِ مدینہ
ہوں مرغِ نوا سنج گلستانِ مدینہ

جنت ہے حقیقت میں گلستانِ مدینہ
طوبےٰ ہے جناں سروِ خیابانِ مدینہ

اللہ نے بخشی ہے جسے شاہی کونین
سلطانِ مدینہ ہے وہ سلطانِ مدینہ

زیرِ قلمِ شاہ ہے ہر ایک قلمرو
کس ملک میں جاری نہیں فرمانِ مدینہ

حاصل ہے مجھے زیست میں بھی سایۂ طوبیٰ
بستر ہے تہِ نخلِ بیابانِ مدینہ

ہے شوق بہت گھر مجھے زنداں سے نہیں کم
یارب نظر آئیں کہیں ایوانِ مدینہ

حوریں ہیں فدا مجھ پہ میں حضرت پہ فدا ہوں
قرباں ہیں ملک مجھ پہ میں قربانِ مدینہ

اے شوق ہو رہبر کہ پہنچ جاؤں میں جلدی
مدت سے مرے دل میں ہے ارمانِ مدینہ

ہیں دیو پری تابعِ فرمانِ سلیمانؑ
حاکم ہے سلیماں کا سلیمانِ مدینہ

مہماں کے حصے میں مزہ ہاں کیوں نہ ہو لذت
ہے حسنِ ملاحت نمکِ خوانِ مدینہ

قالب میں دو عالم کے مدینہ ہے اگر جاں
ذات اُس شہِ کونین کی ہے جانِ مدینہ

نغمہ ہے مرا نغمۂ داؤد سے بہتر
مجھ سا ہے کہاں مرغِ خوش الحانِ مدینہ

روضہ شہِ کونین کا کعبے سے نہیں کم
اللہ کا مہماں ہے مہمانِ مدینہ

کہتا ہے امیرؔ اسلیے عالم مجھے حسّان
ہوں حسنِ طبیعت سے ثنا خوانِ مدینہ

گھڑی قیامت کی سر پہ آئی الٰہی توبہ الٰہی توبہ
ترے ہی محبوب کی دہائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ہزاروں آئی ہیں بلائیں معاف کر دے مری خطائیں
سزا گناہوں کی میں نے پائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نسیمِ رحمت کو حکم فرما ادھر بھی چل جائے کوئی جھونکا
گھٹا ہے عصیاں کی سر پہ چھائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ کچھ جہنم کا مجھ کو ڈر ہے نہ گرمیٔ حشر کا خطر ہے
جلا رہی ہے تری جدائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہیں ہے رحمت کا کوئی ساماں کہ دل کو گھیرے ہیں یاس و حرماں
کہاں تلک تابِ بینوائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

گنہ کیے ہیں تمام مرتے مرتے کہ عمر آتی ہے توبہ کرتے
ہیں اور دعوئ پارسائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

عدو ہے ابلیس نفس رہزن فلک مخالف زمانہ دشمن
کئی غنیموں کی ہے چڑھائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

امیرؔ کے حال پر کرم کر نہ کر ذلیل اُسکو روزِ محشر
دکھا دے یہ شانِ کبریائی الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہیں خلق ہی میں یہ غلغلہ تری شان جلّ جلالہٗ
سرِ عرش بھی ہے لکھا ہوا تری شان جلّ جلالہٗ

تری ذات مالکِ کُن فکاں تری ذات خالقِ انس و جاں
ترے در کے شاہ بھی ہیں گدا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا نامِ پاک دوائے دل ترا ذکرِ پاک غذائے دل
ترا شکر کس سے ہوا ادا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے کریم تو ہے رحیم تو ہے علیم تو ہے قدیم تو
ہے محال حصر صفات کا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے زمانہ بھر پہ کرم ترا بھرے کیوں زمانہ نہ دم ترا
درِ فیض خلق پہ ہے کھلا تری شان جلّ جلالہٗ

مرے دل کو صبر و قرار دے مرے بگڑے کام کو دے سنوار
مجھے ہے ترا ہی اک آسرا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے امیرؔ اس میں بھی اک مزہ کہ شہود و غیب ہے ایک جا
ہے عجیب جملہ ردیف کا تری شان جلّ جلالہٗ

ردیف یائے تحتانی

قبر گلزار جو حضرت کے قدم سے ہوگی
راہ در پردہ اسے باغِ ارم سے ہوگی

زندہ جب خلقِ خدا صور کے دم سے ہوگی
رونق اُس بزم کی حضرت کے قدم سے ہوگی

دل سے نکلے گی نہ حضرت کی محبت ہرگز
حور باہر نہ کبھی باغِ ارم سے ہوگی

کاتبِ صنع نے نام اس لیے پہلے لکھا
لوح راضی نہ کسی طرح قلم سے ہوگی

نزع کے وقت کوئی کام نہیں آئے گا
مشکل آساں مری تیرے کرم سے ہوگی

جادۂ عشقِ نبی ہے دمِ شمشیرِ فنا
قطع یہہ راہ اگر ہوگی تو ہم سے ہوگی

تذکرے ہونگے وہاں کرمِ حضرت کے
جب ملاقات نصیبِ اہلِ عدم سے ہوگی

ہوں وہ زائر کہ زیارت کو سمجھتا ہوں حج
بحث اس مسئلے میں اہلِ حرم سے ہوگی

حکم تم دو گے تو ٹوٹے گا مسلماں ہو کر
نفرت اس درجہ برہمن کو صنم سے ہوگی

چاہیے فقر میں بھی سنّتِ حضرت پہ عمل
رفع کچھ گرسنگی سنگِ شکم سے ہوگی

کھینچ لے جائیں گے کس طرح فرشتے سوئے نار
خلق لپٹی ہوئی حضرت کے علم سے ہوگی

حق نے اس واسطے آراستہ کی بزمِ حدوث
روشنی اس میں کبھی شمعِ قدم سے ہوگی

ہوں نبی خواہ دلی حشر کے میداں میں امیرؔ

التجا سب کی شہنشاہِ امم سے ہو گی

جاتے تھے جب اُس پہ حضرت چڑھے ہوئے
قدسی پکارتے تھے کہ آگے بڑھے ہوئے

جھک جھک کے چوم لیتی ہیں جنت کی ڈالیاں
کیا بیل بوٹے ہیں سرِ مسند کڑھے ہوئے

تعلیمِ جبرئیلِ امیں تھی برائے نام
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

پایا ہے بوسہ نقشِ کفِ پا کا خواب میں
ہیں اب دماغ عرش بریں پر چڑھے ہوئے

اے شوق قافلہ جو مدینے کو ہو رواں
بانگِ جرس سے پاؤں ہوں آگے بڑھے ہوئے

رہرو کو گل زمینِ مدینہ کی راہ میں
تھالے ریاضِ خلد کے سارے گڑھے ہوئے

پلہ جو نیکیوں کا گھٹا ہے تو غم نہیں
اُمت کے دل ہیں تیری بدولت بڑھے ہوئے

اللہ رے شوق پہنچے مدینے میں دن رہے
منزل سے ہم اگرچہ رواں دن چڑھے ہوئے

حضرت کا علم علمِ لدنی تھا اے امیر
دیتے تھے قدسیوں کو سبق بے پڑھے ہوئے

مجھے کچھ خوف عصیاں کا نہیں ہے
کہ حضرت سا شفیع المذنبیں ہے

مزارِ پاک ہے آنکھوں سے نزدیک
عجب یہ چشم بینا دور بیں ہے

زمیں ہے آسماں بھی اُس کے آگے
عجب برتر مدینے کی زمیں ہے

ہوا ہے نقش جب سے نامِ حضرت
مرادل بھی سلیماں کا نگیں ہے

پیمبر کیا ہو کوئی بعدِ حضرت
لقب حضرت کا ختم المرسلیں ہے

گناہوں سے نہیں محشر میں کچھ خوف
کہ حامی رحمت للعالمیں ہے

بڑی کہیے امیر اس میں غزل کیا
ذرا سی بحر ہے چھوٹی سی زمیں ہے

غل کریں گے یہ ہمیں دیکھ کے محشر والے
غول کے غول وہ آئے ہیں پیمبر والے

ہو گئے نامۂ اعمال شفاعت سے سفید
اپنے دفتر لیے بیٹھے رہیں دفتر والے

لطفِ حضرت سے زحل کی ہو سیاہی کافور
قہرِ مریخ سے شمشیر و سپر دھر والے

حشر میں دیں گے یہ ہم ساقیِ کوثر کو صدا
ایک ساغر ہمیں او شیشہ و ساغر والے

دشمنِ شاہ ابوجہل ہو عاشق ہوں اویسؓ
حیف گھر والوں سے اچھے رہیں باہر والے

ہے جو محبوبِ خدا ہے وہ ہمارا محبوب
حق تو یہ ہے کہ کہاں ہم سے مقدر والے

ملگیا سب سے مقدم ہمیں جامِ کوثر
ہاتھ پھیلائے کھڑے رہ گئے کوثر والے

انبیا کب شرفِ قرب میں تم کو پہنچے
غیر تو غیر ہے دُور برابر والے

ق
ہو سکے کس سے بیاں پنجتنِ پاک کا وصف
ہیں یہی لوگ حقیقت میں پیمبر والے

بہرِ اعزازِ شرف چرخ سے اُتری جو عبا
تھی دو چار شریک اسمیں ہوئے گھر والے

کوچہ حضرت کا وہ کوچہ ہے جہاں بیٹھے ہیں
سلطنت چھوڑے ہوئے سیکڑوں کشور والے

خوف کیا حشر میں اُمت کے سیہ کاروں کو
کہ لپٹیں گے اُنہیں بال وہ گھونگر والے

دعوتِ تنگ ہوئی دستِ مبارک سے فراخ
سیر سب ایک طبق میں ہوئے لشکر والے

آپ ہی کی طرف آخر کو ہے دونوں کی رجوع
جو ہیں سلماں کی طرف جو ہیں ابوذر والے

زور یہ قوتِ بازوے محمدؐ نے کیا
کہ جسے دیکھ کے ششدر ہوے خیبر والے

میں نے دیکھا ہے وہ آئینۂ رخسار امیر
کیوں نہ قسمت کی قسم کھائیں سکندر والے

ہے نبی کونسا اُس شاہِ عرب سے آگے
پیش امام آپ ہی اس صف میں ہیں سب سے آگے

کیا ہوا آئے رسولوں میں جو سب سے پیچھے
نور تو خلق ہوا آپ کا سب سے آگے

دُور ہی منزلِ حضرت نہیں نزدِ رہِ شوق
دو قدم پر ہے جو ہو چین و حلب سے آگے

کیا سخاوت تھی کہ جب صورتِ سائل دیکھی
اُٹھ گیا دستِ کرم دستِ طلب سے آگے

ق
انبیا کا ہے مرا ساتھ رہِ یثرب میں
کیا کروں بڑھ نہیں سکتا ہوں ادب سے آگے

شوق کہتا ہے ہر اک گام جو ہونا ہو سو ہو
ہو رواں جلد پہنچ جا کہیں سب سے آگے

کب کمی شوق نے کی راہِ مدینہ میں امیر
زائروں میں ہیں ہم رحمتِ رب سے آگے

خاتم الانبیا جناب ہوئے — خجلِ انجم میں آفتاب ہوئے
عشق حضرت نے کر دیا بے خود — ہم سیہ مست بے شراب ہوئے
ہم نے پایا مے ولا کا مزہ — جل کے سب مدعی کباب ہوئے
بیخودی ایسی دے خدا سب کو — پی کے نمے داخلِ ثواب ہوئے

قطعۂ چہار بیت

جتنے بھیجے خدا نے پیغمبر — سب کے سب یوں تو لاجواب ہوئے
موسیٰ و نوح و عیسیٰ و آدم — ایسے دس پانچ انتخاب ہوئے
پایا کتنوں نے امتیازِ صحف — کچھ نبی صاحبِ کتاب ہوئے
پر محمد کہ ہیں حبیبِ خدا — سب رسولوں میں آفتاب ہوئے

کیسے اچھے رہے امیر جو لوگ
داخلِ اُمتِ جناب ہوئے

چاہیے مجھ پہ عنایت شہ دیں تھوڑی سی — دیکھیے قبر کو یثرب میں زمیں تھوڑی سی
آرزو ہے کہ محبت میں تمہاری کٹ جائے — عمر باقی ہے جو اے خسروِ دیں تھوڑی سی
ہے وصیت کہ کفن میں مرے رکھدیں احباب — خاکِ روضے کی جو ملجائے کہیں تھوڑی سی
زعم میں اپنے ہے یہ بات کہ الفت شہ کی — ہم بہت رکھتے ہیں جبریلِ امیں تھوڑی سی
سنگِ در آپ کا ملجائے تو سجدے یہ کروں — سُودہ ہو کر مری رہ جائے جبیں تھوڑی سی
سیر تھی نعمتِ دنیا سے طبیعت ایسی — کہ غذا آپ کی تھی نانِ جویں تھوڑی سی

طول کیا دوں کہ مری طبع یہ کہتی ہے امیر
شعر تھوڑے سے کہو ہے یہ زمیں تھوڑی سی

جس روز مدینے کی طرف گھر سے چلیں گے
آنکھوں سے رواں ہونگے کبھی سر سے چلیں گے

وہ ہم نہیں رہ جائیں جو پیچھے صفتِ گرد
اُڑتے ہوئے بڑھتے ہوئے صرصر سے چلیں گے

کمتر مہ و خورشیدِ کلس سے ہیں یہ افلاک
کیا جوڑ ترے روضۂ انور سے چلیں گے

یثرب سے ملک آئیں گے لینے ہمیں تا ہند
یثرب کو جو ہم ہند کے کشور سے چلیں گے

حضرت ہوئے شافع تو گنہگار ہی پہلے
جنت کی طرف وادیٔ محشر سے چلیں گے

کفار کے سر پاؤں پہ لوٹیں گے دمِ جنگ
کیا چال ترِی تیغِ دو پیکر سے چلیں گے

دہشت سے گھٹے جاتے ہیں وہ رعب ہے ایسا
کیا بڑھ کے مخالف صفِ لشکر سے چلیں گے

ٹوٹیں گے حبابوں کی طرح قلعۂ آہن
انصار جدھر حکمِ پیمبر سے چلیں گے

جس روز کھلے گا درِ مے خانۂ الفت
مشتاق ملک جنت و کوثر سے چلیں گے

پیمانوں کو شیشوں کو بلائیں گے جو یہ مست
آنکھوں سے وہ آئیں گے تو یہ سر سے چلیں گے

حاجت جو گزک کی ترے میخواروں کو ہوگی
اثمار نئے اُن کے مقدر سے چلیں گے

مرقد میں امیر آئیں نکیرین تو ہم بھی
فقرے جو پرانے ہیں نئے سر سے چلیں گے

جنت ہے درِ خسروِ ذی شان کے آگے
کہہ دو کہ نہ لے دون کی رضوان کے آگے

پہنچا ہوں جو اُس در پہ تو پائی ہے یہ شوکت
دارا کو نہیں رتبہ دربان کے آگے

حضرت کی عنایت نے وہ دی ہے مجھے قوت
ہے زال سے کم رستمِ دستان کے آگے

شاہی ہے مجھے کوچۂ حضرت کی گدائی
کیا مال ہے گنجینۂ سلطان کے آگے

ہوتی ہے جو ہمراہی یثرب تو ادب سے
چلتے نہیں رستے میں سلیمان کے آگے

ابرو و رخِ شہ کو سمجھتا ہوں میں ایمان
مومن ہوں یہ کعبہ ہے وہ قرآن کے آگے

فیضِ شہِ والا نے وہ بخشی ہے قناعت
ہیں کاسہ بکف قیصر و خاقان کے آگے

وہ سیر طبیعت ہوں کہ پتھر سے ہیں کمتر
دُرِّ عدن و لعلِ بدخشان کے آگے

رستے میں کیا شوقِ زیارت نے یہ اندھا
ہو چاہ تو ہے چاہِ زنخداں مرے آگے

سدِ رہِ حضرت نہیں کوئی ہو مصیبت
آندھی ہے نہ کچھ خیزشِ باراں مرے آگے

حائل ہو جو دریا بھی تو شبنم کی ہے اک بوند
قطرے سے ہے کم نوحؑ کا طوفاں مرے آگے

صدمہ جو ذرا پیاس کا ہو دوڑ کے آئے
ظلمات سے خود چشمۂ حیواں مرے آگے

شدت ہو اگر بھوک کی جنت سے فرشتے
لائیں طبقِ نعمتِ الواں مرے آگے

اندیشہ نہیں راہ میں کچھ بہرِ حفاظت
پیچھے ہیں خضر موسیِ عمراں مرے آگے

ہر گام میں ہوں روضۂ اقدس کے قریں میں
ہر وقت ہے وہ کعبۂ ایماں مرے آگے

حضرت کی شفاعت ہے تو ہے ظلمتِ عصیاں
دم بھر صفتِ دودِ پریشاں مرے آگے

لے جاؤ حضورِ شہِ ذی جاہ فرشتو
لاؤ نہ مرا نامۂ عصیاں مرے آگے

بھیجے ہوئے حضرت کے سب اصحاب ہیں موجود
ہیں راہ نما بوذر و سلماںؓ مرے آگے

اوصافِ نبی سے امیر ایسی ہے الحاں
ہیں مرغِ چمن سر بہ گریباں مرے آگے

ناجی ہو کیوں نہ حشر میں امت رسولؐ کی
حضرت نے کی دعا تو خدا نے قبول کی

جائے عجب نہیں جو بہا انگلیوں سے آب
بحرِ کرم تھی ذات جنابِ رسولؐ کی

وہ ابرِ رحمت کہ تراوت اسی سے ہے
ایک ایک برگِ نخل کی اک ایک پھول کی

غم میں شریک یونسؑ و یعقوبؑ کے ہوئے
انکے سوا بھی نبی نہ خبر کس ملول کی

کافی ہے یہ ثنا کہ حبیبِ خدا تھے وہ
حاجت نہیں ہے مدحتِ احمد میں طول کی

مریم سے آمنہ سے کسی طرح کم نہ تھی
فضہ کنیز تھی جو جنابِ بتولؑ کی

کہتی ہے صاف عقل کہ ایسا نہیں خدا
بہتان ہے اتحاد کا تہمت حلول کی

بوجہل جل کے آپ سے سرسبز کب ہوا
طوبیٰ سے سرکشی نہ چلی کچھ ببول کی

دل میں تصورِ رخِ حضرت بندھا امیر

اس آئینے میں ہے زیارت رسولؐ کی

آتے تھے یوں ملائکہ حضرت کے سامنے — جیسے فقیر صاحبِ دولت کے سامنے

قطرہ ہے بحر آپ کی ہمت کے سامنے — ذرہ ہے مہر مہرِ مروت کے سامنے

کیا مرتبہ ہے مہرِ سلیمانؑ ہے خط بدر — ختمِ رسل کی مہرِ نبوت کے سامنے

ق جتنے جری تھے خندق و بدر و حنین کے — سب مردہ دل تھے آپکی جرأت کے سامنے

بھنکتے تھے دل کہ نعرہ قرنا تھا نفخِ صور — رہتے تھے کافرونکو قیامت کے سامنے

چلا کے بولنے کا وہاں حکم حق نہیں — کاٹوں زباں کڑی ہو جو حضرت کے سامنے

چاہے جسے وہ دولتِ کونین بخش دے — یہ بات کیا ہے اُس کی سخاوت کے سامنے

ہو سامنا اجل کا تو یثرب میں یا خدا — مرقد بنے تو شاہ کی تربت کے سامنے

عاشق نبی کا ہوں گل و شبنم ہیں اشک و داغ — کوثر کے روبرو کہوں جنت کے سامنے

چڑھتے تھے منہ جو بے ادبی سے زباں دراز — کھاتے تھے منہ کی تیغِ شجاعت کے سامنے

ق ممکن نہیں گروں میں مدینے کی راہ میں — ہر چند سینکڑوں ہوں قیامت کے سامنے

اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنواں — کچھ سوجھتا نہیں ہے محبت کے سامنے

مشکل نہیں ہے خشکیِ دامانِ تر امیرؔ
اُس آفتابِ مہر و مروت کے سامنے

یادِ شہ میں جو کوئی رات گزر جائے گی — بہت اچھی مری اوقات گزر جائے گی

دیر ہوتی ہے زیارت میں تو کہتا ہے یہ دل — عمر اسی طرح سے ہیہات گزر جائے گی

ہوگا اللہ کا فرمان بھی موافق اُس کے — آپ کے ذہن میں جو بات گزر جائے گی

صلہ ہر شعر کا حضرتؐ سے عطا ہوگا ضرور — جب نظر سے یہ مناجات گزر جائے گی

جس طرح ہوگا رواں ہونگا مدینے کی طرف
اے امیرؔ آب کی جو برسات گزر جائیگی

سوے یثرب نکلے ہم زائر چلے
شکر کی جا ہے دن اپنے پھر چلے

راہِ حضرت کا ہے ایسا اشتیاق
پاؤں تھک جائیں تو اپنا سر چلے

یا رسول اللہ جلدی آئیے
لشکرِ اندوہ میں ہم گھر چلے

نخلِ دل میں تھے گناہوں کے جو برگ
حبِ حضرت کی ہوا سے گر چلے

کیا میسر اِن کو ہوتی راہِ راست
چال پر کب آپ کی کافر چلے

پھر رسائی کی رسا تقدیر نے
پھر مدینے ہو کے ہم زائر چلے

شوقِ دل نے کی دوبارہ رہبری
آگے بھی ہو آئے تھے اب پھر چلے

راہ حضرت میں میں اڑتا ہوں امیر
اُڑ کے کیا مجھ سے کوئی طائر چلے

گھر خوشی سے رہِ خالق میں لٹانے والے
چند صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

بیٹھنے پائے نہ گھر میں بھی مگر شکر کیا
ایسے ہوتے ہیں مصیبت کے اُٹھانے والے

اُن کے پیرو جو ہوئے وہ سرِ منزل پہنچے
رہ گئے وہ جو نہ تھے راہ پہ آنے والے

لکھ گئے اپنی کتابوں میں نبوت کے نشاں
علمارِ موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے زمانے والے

گنجِ پر دیر کی جانب جو ہوا شہ کا گزر
کُنجیاں لائے پئے نذر خزانے والے

کربلا میں جو ہوئے کوردل اک جا لاکھوں
یہ دلاور تھے کوئی آنکھ چرانے والے

بھوک میں پیاس میں ایک ایک ہزاروں سے لڑا
کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

حیف صد حیف رہے خود لبِ دریا پیاسے
حشر میں چشمۂ کوثر کے لٹانے والے

کیسے بچ پائیں گے دوزخ میں جلیں گے جبدم
خیمۂ آلِ محمدؐ کے جلانے والے

جلوۂ نورِ خدائی بھی کوئی چھپتا ہے
کیسے کیسے ہوئے نادم نہ چھپانے والے

آج تک نقشِ شریعت نہ مٹائے نہ مٹا
مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانے والے

تو بھی راہی ہو مدینے کی طرف جلد امیر

غول کے غول چلے جاتے ہیں جانے والے

کبھی جو دیدۂ دل میں فضا مدینے کی
نسیم خلد کو سمجھا ہوا مدینے کی

ہر ایک چیز ہے کیا خوشنما مدینے کی
پری کی شکل ہے مردم گیا مدینے کی

خزانۂ معرفتِ حق کا دفن ہے اسمیں
خدا کا گنج ہے دولت سرا مدینے کی

دماغ بوئے حبیبِ خدا کا ہے مشتاق
ادھر بھی آئے الٰہی ہوا مدینے کی

خدا کی راہ جسے اہلِ دل سمجھتے ہیں
وہ راہِ راست ہے مکے کی یا مدینے کی

حسنؑ کو سبز تو رنگت ملی حسینؑ کو سرخ
بٹی نواسوں میں کیسی حنا مدینے کی

کہو کریں ملک الموت نزع میں نرمی
وگرنہ گرم ہے دار القضا مدینے کی

جدا ہو دل مرے سینے سے کچھ نہیں پروا
پر آرزو نہ ہو دل سے جدا مدینے کی

تمام جرمِ معاصی کے ہوں مرض زائل
ملے ذرا بھی جو خاکِ شفا مدینے کی

مقدم آپکا ہے نور سارے عالم پر
ہوئی ہے عرش سے پہلے بنا مدینے کی

جو زائر آئیں یہاں ہوں بہشت میں داخل
خدا کے گھر سے یہ ہے التجا مدینے کی

ہمیشہ کلکِ تصور سے صفحۂ دل پر
شبیہیں کھینچتے ہیں انبیا مدینے کی

کمال ہند میں دل تنگ ہو رہا ہے امیر
دکھا دے وسعت اسے یا خدا مدینے میں

کافر ہوئے جو اُس شہِ ذیشاں سے پھر گئے
برگشتہ بخت قبلۂ ایماں سے پھر گئے

ٹلتی ہے نامِ پاک سے آئی ہوئی بلا
اکثر نکل کے شیر نیستاں سے پھر گئے

کافی اشارہ قتلِ عدو کے لیے ہوا
خنجر گلوں پہ جنبشِ مژگاں سے پھر گئے

برگشتگی کا حال کھلا اہلِ کفر پر
پہیے جو دورِ گنبدِ گردوں سے پھر گئے

غالب ہوا یہ رعبِ نبوت دمِ نبرد
آئے بھی پہلواں تو میداں سے پھر گئے

اصحاب گو قلیل مخالف کثیر تھے
منہ سب کے لشکرِ شہِ ذیشاں سے پھر گئے

مارا چمک کے ذرّوں نے میداں دمِ نبرد ۔ کیا دن طلوعِ مہرِ درخشاں سے پھر گئے

ٹھہرے مقابلے پہ نہ اہلِ مباہلہ ۔ بد عہد کیسے قول سے پیماں سے پھر گئے

آسودہ دل ہوا نہ زیارت سے اے امیرؔ
سو بار آئے شوقِ فراواں سے پھر گئے

غزل در شانِ جناب سید الشہدا علیہ السلام

جو کربلا میں شاہِ شہیداں سے پھر گئے ۔ کعبے سے منحرف ہوئے قرآں سے پھر گئے

نصرانیوں نے حضرتِ عیسیٰ سے کی دغا ۔ گویا یہود موسیٰ عمران سے پھر گئے

امت کے سرکشوں نے نہ کی نوحؑ سے وفا ۔ کیا روسیاہ دیو سلیماںؑ سے پھر گئے

کافر ہوئے کہ کعبۂ دیں کو کیا خراب ۔ مرتد ہوئے کہ قبلۂ ایماں سے پھر گئے

مطلق کیا نہ پاس خدا اور رسولؐ کا ۔ کیسے فریب بازیِ شیطاں سے پھر گئے

ہر چند تھا مقابلہ لاکھوں کا ایک سے ۔ منہ سب کے تیغِ شاہِ شہیداں سے پھر گئے

آئے مدد کے واسطے جن و ملک مگر ۔ انکارِ بادشاہِ غریباں سے پھر گئے

دیندار تھے جو لوگ وہ شہ پر فدا ہوئے ۔ بے دیں جو تھے وہ دینِ مسلماں سے پھر گئے

ثابت قدم جو تھے وہ رہے کربلا میں ساتھ ۔ سست اعتقاد سستیِ ایماں سے پھر گئے

حجت تمام شاہ نے کی لاکھ اے امیرؔ
کچھ بھی سنا نہ ایسے وہ ایماں سے پھر گئے

دل کبھی قصدِ زیارت میں جو دم لیتا ہے ۔ چل کھڑے ہونے کی شوق ابن نے قسم لیتا ہے

جو مدینے سے رہِ ملکِ عدم لیتا ہے ۔ کب ٹھہرتا ہے کہیں خلد میں دم لیتا ہے

قصدِ ہستی کا جو کرتا بھی ہے ہمسر اُس کا ۔ راستے ہی سے وہ پھر راہِ عدم لیتا ہے

جس کو ملتا ہے مے الفتِ حضرت کا مزہ ۔ پھر وہ کوثر ہی کو نہیں ساغرِ جم لیتا ہے

گھر سے چلتا ہے مدینے کی طرف جو زائر ۔ ہر قدم پڑھ کے ثواب اُنکے قدم لیتا ہے

حکم دیتے ہیں جو حضرت تو برہمن کیسا
اُٹھ کے بتخانے سے بت راہِ حرم لیتا ہے

میں بھی ہوں سبطِ محمدؐ کے عزاداروں میں
تعزیہ رکھتا ہے دل نالہ عَلَم لیتا ہے

کیوں نہ سمجھے گا وہ طاعت میں کسی کی محنت
مُول شداد سے جو باغِ ارم لیتا ہے

طے ہو کس طرح سے میدانِ صفت حضرت کا
ٹھوکریں راہ میں رہوارِ قلم لیتا ہے

ہیں ترے دور میں خونریز یہاں تک خائف
کہ لہو پیر کا فصاد بھی کم لیتا ہے

مدح حضرت سے ملا ہے مجھے رتبہ یہ امیرؔ
نام تعظیم سے حسّانِ عجم لیتا ہے

بن آئی تیری شفاعت سے روسیاہوں کی
کہ فردِ داخلِ دفتر ہوئی گناہوں کی

ترے فقیر دکھائیں جو مرتبہ اپنا
نظر سے اُترے چڑھی بارگاہ شاہوں کی

ثواب جملہ عبادت کا ہے زیارت میں
یہ ایک راہ ہے اے دل ہزار راہوں کی

نہیں ہے گرد نواحِ مدینہ نخلستاں
قطار ہے یہ ترے عاشقوں کی آہوں کی

ذرا بھی چشمِ کرم ہو تو لے اُڑیں حوریں
سمجھ کے سرمہ سیاہی مرے گناہوں کی

نظارہ کرکے رخِ پاک کا جو پھرتی ہیں
بلائیں لیتی ہیں آنکھیں مری نگاہوں کی

خوشا نصیب جو تیری گلی میں دفن ہوئے
جناں ہیں روضے ہیں اُن مغفرت پناہوں کی

فرشتے کرتے ہیں دامانِ زلفِ حور سے صاف
جو گرد پڑتی ہے اُس روضے پر نگاہوں کی

یقیں ہے چشمِ درِ خلد کی نہیں پلکیں
ترے کرم سے صفیں ہیں یہ روسیاہوں کی

کرے گی آکے شفاعت تری خریداری
کھلیں گی حشر میں جب گٹھریاں گناہوں کی

میں ناتواں ہوں پہنچوں گا آپ تک کیونکر
کہ بھیڑ ہوگی قیامت میں عذرخواہوں کی

نگاہِ لطف ہے لازم کہ دور ہو یہ مرض
دبا رہی ہے سیاہی مجھے گناہوں کی

خدا کریم محمدؐ شفیع روزِ جزا
امیرؔ کیا ہے حقیقت مرے گناہوں کی

اعجازِ مصطفیٰؐ تھے ہر بار کیسے کیسے
اسپر تھے منکروں کو انکار کیسے کیسے

فرمان ہوا تو بولے مٹھی میں سنگریزے
ایما ہوا تو دوڑے اشجار کیسے کیسے

اندھوں کو دی بصیرت مُردے بہت جلائے
اچھے کیے نبی نے بیمار کیسے کیسے

تدبیر کا تھا ناخن شمشیر سے زیادہ
کھولے جری نے عقدے دشوار کیسے کیسے

کچھ بھی چلی نہ ایسے دل ہو گئے شکستہ
ہر چند تھے بتوں کو پندار کیسے کیسے

پامال وزیرِ ہیجا کیا کیا ہوے نہ سرکش
لوٹے لہو میں اپنے خونخوار کیسے کیسے

کیا کفر کو مٹایا توڑے صنم کدوں میں
ناقوس کیسے کیسے زنار کیسے کیسے

تائید کی خدا نے غلبہ انہیں کو بخشا
دیکھو ہوے مسلماں کفار کیسے کیسے

سچ ہے کہ تھے دلاور اصحابِ شاہ کیا کیا
الحق کہ تھے بہادر انصار کیسے کیسے

لیتے تھے مول جنت سر بیچتے تھے اپنا
غازی جری مجاہد دیندار کیسے کیسے

وقتِ غضب جو آیا دریا میں خاک اُڑائی
جنگل کیے عطا سے گلزار کیسے کیسے

یہ بھی امیرِ فیض توصیفِ مصطفیٰؐ ہے
طبعِ رسا سے نکلے اشعار کیسے کیسے

بیتِ خدا سے اشرف ہے تربت رسولؐ کی
کچھ کم نہیں ہے حج سے زیارت رسولؐ کی

منکر ہے جو نبی کا وہ منکر خدا کا ہے
توحید ہے خدا کی نبوت رسولؐ کی

اُن کے کرم سے داخلِ اسلام ہم ہوے
دولت ملی یہ ہم کو بدولت رسولؐ کی

اُمت کا ذکر کیا ہے یہ بندے ہیں آپکے
واجب ہے انبیا پہ محبت رسولؐ کی

نفسی سے اُمتی سے یہ ثابت ہوا ہمیں
اُمت ہر اک نبی کی ہے اُمت رسولؐ کی

ہوتا نہ کوئی عرصۂ محشر میں رستگار
ہوتی جو درمیاں نہ شفاعت رسولؐ کی

پڑھتے ہیں پانچ وقت نمازیں جو اہلِ دیں
بجتی ہے پانچ وقت یہ نوبت رسولؐ کی

ظاہر ہے بعد شاہ کے کوئی نبی نہیں
جاری ہے تا بحشر شریعت رسولؐ کی

ق

پنہاں نہیں ہے مرتبہ قرآن و آل کا | وہ حجتِ خدا ہے یہ حجت رسولؐ کی
خائن ہے جو نجات کہاں اُس کی روزِ حشر | اُمت کے ہے سپرد امانت رسولؐ کی
آتے تھے سامنے تو لرزتے تھے دست و پا | غالب تھی کافروں پہ یہ ہیبت رسولؐ کی
تنہا تھے آپ سارا زمانہ پھرا ہوا | جرأت تھی واہ کیا دمِ بعثت رسولؐ کی
توفیق راہبر ہوئی اُس کی خضر کی طرح | کی اختیار جس نے رفاقت رسولؐ کی
کیا جلد قبضہ شرق سے تا غرب کر لیا | تھی کہکشاں کہ تیغِ شجاعت رسولؐ کی
ایمان لاتے جاتے ہیں اب بھی ہزار ہا | تقسیم ہوتی رہتی ہے دولت رسولؐ کی
کون و مکاں ہوں درہم و برہم جہاں تباہ | ضامن نہ ہو جو آج بھی تربت رسولؐ کی
پھیلی ہے دو جہاں میں شریعت کی روشنی | قندیل ور ہے شمعِ ہدایت رسولؐ کی
اس سے سوا ہے کونسی دولت جہان میں | یارب نصیب سب کو زیارت رسولؐ کی

مفتاح بابِ خلد جسے کہتے ہیں امیرؔ
الفت رسولؐ کی ہے وہ اُلفت رسولؐ کی

بندہ بھی جانبِ لحدِ مصطفیٰؐ چلے | یثرب کو منہ سے جو کوئی قافلا چلے
سب خلق سوئے روضۂ شاہِ ہدا چلے | باغِ جہاں میں ایسی الٰہی ہوا چلے
جس کو کہ دل سے شوقِ زیارت ہو شاہ کا | آئے ہمارے ساتھ وہ یثرب چلا چلے
آتی ہے زنگِ قافلۂ دیں سے یہ صدا | کافر ہمارے ساتھ نہ آئے خدا چلے
باندھی کمر سفر کا سرانجام ہے درست | اب دیر کیا ہے صبح چلے یا مسا چلے
یہ راہِ مغفرت ہے یہ ہے جادۂ ثواب | جاتے ہیں ہم اُدھر کو جدھر انبیا چلے
گھر سے ہے قصد روضۂ پُرنور کی طرف | زنداں سے جانبِ چمنِ دلکشا چلے
شدت اگر ہو آپ کے زائر پہ پیاس کی | خود لے کے خضر ساغرِ آبِ بقا چلے
گھیرا جو رہزنوں نے تو عیسیٰ پئے مدد | چوتھے فلک سے ہاتھ میں لیکر عصا چلے

دشمن ضعیف آپ کے احباب ہیں قوی
جو کاہ زیر کوہ ہو زور اُس کا کیا چلے

دیکھے عدو تمھیں نگہِ بد سے کیا مجال
گردن پہ سر اُٹھاتے ہی تیغِ قضا چلے

اُمید ہے یہ آپ کے مستوں کو روزِ حشر
کوثر پہ جام بادۂ مہر و ولا چلے

حضرت ہی بخشوائیں گے سب اُمتیں امیر
شافع نہ ہو تو کام شفاعت کا کیا چلے

وہ بزمِ خاص جو دربارِ عام ہو جائے
اُمید ہے کہ ہمارا سلام ہو جائے

ادھر بھی اِک نگہِ لطف عام ہو جائے
کہ عاشقوں میں ہمارا بھی نام ہو جاوے

ترے غلام کی شوکت جو دیکھ لے محمود
ابھی ایاز کی صورت غلام ہو جائے

میں قائل آپ کے روضے کا ہوں وہ قائلِ طور
کلیم سے نہ کسی دن کلام ہو جائے

مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
تمام عمر اِسی میں تمام ہو جائے

ثنائے زلف و رخِ شاہ کا ہے شوق ایسا
کہ بیٹھوں صبح سے لکھنے تو شام ہو جائے

وہ نشۂ مئے الفت سے کیا رہے خالی
جسے کہ عادتِ شربِ مدام ہو جائے

جو بہرِ قتلِ عدو آپ آستیں اُلٹیں
یقیں ہے تیغِ قضا بے نیام ہو جائے

بلائیے اسے محشر میں حوضِ کوثر پر
کہ سیر آپ کا یہ تشنہ کام ہو جائے

شکستہ لاکھ ہو دل بادۂ ولا نہ گرے
یہ شیشہ ٹوٹ بھی جائے تو جام ہو جائے

بلاؤ جلد مدینے میں ہے امیر کو خوف
کہیں نہ عمرِ دو روزہ تمام ہو جائے

لحد میں ہم کو سزائے گناہ کیا ہوگی
وہ ناخدا ہے تو کشتی تباہ کیا ہوگی

کھلی جو آنکھ ہماری وہ سروِ قد دیکھا
بلند اس سے زیادہ نگاہ کیا ہوگی

پہنچ ہی جائیں گے یثرب میں ہیں جو تیز قدم
ہوا کو سختیِ رہ سنگِ راہ کیا ہوگی

مقابل آپ کے یوسف کو کون پوچھے گا
کنارِ بحرِ رواں قدرِ چاہ کیا ہوگی

رہے گا خلق میں جاری اگر نہ آپ کا فیض
شکستہ حال ہے خلقت رفاہ کیا ہوگی

نہ کی جو تیز روی ہم نے راہِ یثرب میں
ہمارے پاؤں کی پھر دستگاہ کیا ہوگی

خدا نے آپ کو پیدا کیا سمجھ کے یہ بات
رفاہِ خلق کی بے بادشاہ کیا ہوگی

ہوا نہ فائزِ دیدار اگر یہہ پیرِ فلک
تو پھر یہ عینکِ خورشید و ماہ کیا ہوگی

سپر نہ حشر میں جن کی ہوئی حفاظتِ شاہ
انہیں جحیم سے حاصل پناہ کیا ہوگی

جو روتے ہیں غمِ شہ میں وہ ہیں گناہ سے پاک
برس چکی ہے جو بدلی سیاہ کیا ہوگی

نظر سے آپ کی اترے ہوئے ہیں جو مجرم
جہاں میں ان کی چڑھی بارگاہ کیا ہوگی

شفاعت ان کی ہے جو قابلِ شفاعت ہیں
جو سر ہی تن پہ نہ ہوگا کلاہ کیا ہوگی

بغیرِ شوقِ زیارت نصیب ہوتی ہے کب
عطش نہ ہوگی تو پانی کی چاہ کیا ہوگی

کبھی نہ حشر میں سرسبز ہوں گے زاہدِ خشک
زمین تفتہ سے پیدا گیاہ کیا ہوگی

امیرؔ چستی مضموں سے ہے امید ثواب
کہی جو سست غزل واہ واہ کیا ہوگی

دل آپ پر تصدق جاں آپ پر سے صدقے
آنکھوں سے سر ہے قرباں آنکھیں ہیں سر سے صدقے

کہتے ہیں گردِ عارض باہم یہہ دونوں گیسو
میں ہوں ادھر سے قرباں تو ہو ادھر سے صدقے

بولے ملک جو آدم نازاں ہوئے ولا پر
تم آج ہو فدائی ہم پیشتر سے صدقے

کہتا ہے مہر مہ سے رخ دیکھکر نبیؐ کا
تو شام سے ہو قرباں میں ہوں سحر سے صدقے

نافِ زمیں ہے شہ کا مانندِ کعبہ روضہ
شرقی ادھر سے قرباں غربی ادھر سے صدقے

ٹکڑوں سے پل گئے سب جتنے تھے اہلِ حاجت
شاہ و گدا نے پائے حضرت کے در سے صدقے

جو مال امیرؔ کا ہے مالک ہیں آپ اس کے
دل آپ پر سے قرباں جاں آپ پر سے صدقے

زباں ہے منہ میں خشک ایسی نہیں طاقت تکلم کی
ہمیں بھی کوئی ساغر میرِ کوثر خیر ہو جم کی

پسند آتا ہے کتنا مسکرانا غنچۂ گل کا
شباہت دل کو یاد آتی ہے حضرت کے تبسم کی

نہ ہے رحمت جو گرمی مہر محشر کی ہوئی غالب
سیہ کاروں کے سر پر چھا گئی بدلی ترحم کی

اگر دو تر دامنوں کو پاک دامن جنبش لب سے
ادھر بھی موج آ جائے کوئی رحمت کے قلزم کی

مگر میری طرح ہے انتظارِ شاہِ جاں کو بھی
سپید آنکھیں نظر آتی ہیں گردوں پر جو انجم کی

وہ عاشق ہوں اٹھی جب دم گلستاں میں طفلی میں
پسند آئی نہایت ہر حکایت بابِ غنچم کی

نہیں تبہ مسیحا سے ہے برتر اُس مسیحا کا
بلندی عرش کے آگے ہے کیا چرخِ چہارم کی

ملی بحرِ سخن کو حاجتِ حضرت سے یہ وسعت
کہ موجیں سیکڑوں دریا کی ہیں حلقے ہیں صفت قلزم کی

ترے منکر کے مردے کو جلانا ہو نہیں سکتا
گرہ ہو جاتی ہے حلقوم عیسیٰ میں صدا قم کی

بڑے وہمی ہیں جن کو ہے تری معراج میں شبہہ
نہیں ہے پاس لقماں کے دوا اُنکے توہم کی

غذائے نانِ جو اس واسطے شہ کو پسند آئی
حقیقت جانتے تھے آدم و تحریصِ گندم کی

رہے خود جلوہ آرا بوریائے فقر پر حضرت
ہزاروں کو عطا کیں مسندیں سنجاب و قاقم کی

جو حضرت ناخدا ہیں بحرِ طوفاں خیز محشر میں
امیر اپنے سفینے کو نہیں دہشت تلاطم کی

درِ شہ پر اجل اے کاش میسر ہوتی
میری تربت بھی شہیدی کے برابر ہوتی

تھی جو اے برقِ سرِ طور نمائش منظور
آ کے قندیلِ درِ روضۂ انور ہوتی

جلوۂ نور ترا پیشِ نظر تھا دمِ نزع
جسمِ خاکی سے جدا روح نہ کیونکر ہوتی

راستہ کون مدینے کا بتاتا مجھ کو
تپشِ دل نہ خضر بن کے جو رہبر ہوتی

ہے ترے پیرہنِ پاک کی حسرت اسکو
ورنہ کیوں نکہتِ گل جامے سے باہر ہوتی

معرکہ مجھکو نکیرین سے درپیش ہے آج
آپ تشریف جو لاتے تو مہم سر ہوتی

گرمیِ مہرِ قیامت سے نہ جی گھبراتا
سایہ افگن جو تری زلفِ معنبر ہوتی

زرد رو تجھ سے کیا مجھ کو سیہ کاری نے
کیوں نہ آنکھ اشکِ ندامت سے مری تر ہوتی